

گاڈز کنگڈم منسٹریز

Truth in Love

خُدا کے فرزند

مصنف
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم
ڈاکٹر فیاض انور

خُداکے فرزند

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

ڈاکٹر فیاض انور

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

ناشرین ------------------ وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مصنف ------------------ ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم ------------------ ڈاکٹر فیاض انور

معاونین ------------------ پادری محبوب ناز، پادری مالک الماس

پروف ریڈنگ ------------------ پادری ایڈورڈسن منیر، پروفیسر شاہد صدیق گلِ

نظر ثانی ------------------ روبن جان، پروفیسر فنی ایل رشید

کمپوزنگ ------------------ ڈاکٹر فیاض انور

تعداد ------------------ ایک ہزار

بار ------------------ اول

فروری ۲۰۲۳ء

پتا: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ: 03007499529,03462448983

انتساب

والدِ محترم انور مسیح کے نام جن کے داغِ مفارقت نے میری زندگی میں نہ ختم ہونے والے خلا کو جنم دیا۔

مترجم

فہرست مضامین

باب ۱

فرزند بننا

پولس رومیوں ۸:۱۹ میں کہتا ہے:

''کیوں کہ مخلُوقات کمال آرزُو سے خُدا کے بیٹوں کے ظاہر(unveiling) ہونے کی راہ دیکھتی ہے۔''

کوئی شخص کیسے خُدا کا فرزند بن سکتا ہے؟ پرانے عہد نامہ میں اِس بنیادی مثال کی شناخت ہوسیع ۱۱:۱ میں کی گئی ہے،

''جب اِسرائیل ابھی بچہ ہی تھا
میں نے اُس سے محبت رکھی
اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔''

نئے عہد نامہ میں اِس کی عظیم مثال یسوع مسیح کی ذاتِ اقدس میں پائی جاتی ہے، جسے ہیرودیس بادشاہ سے بچانے کے لیے مصر میں لے کر جایا گیا۔ اِس کا نبوتی جواز متی ۲:۱۴ اور ۱۵ میں دیا گیا ہے:

''پس وہ اُٹھا اور رات کے وقت بچے اور اُس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہو گیا۔ اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا تا کہ جو خُداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ مصر میں سے مَیں نے اپنے بیٹے کو بلایا۔''

جب یسوع نے یوحنا سے بپتسمہ لیا تو کبوتر اُس کے اُوپر آ گیا اور آسمان سے یہ آواز آئی، ''یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔'' (متی ۳:۱۷)

اِس بات کا ذکر لوقا ۳:۳۸ میں بھی کیا گیا ہے، جہاں ہمیں یسوع کا نسب نامہ دیا گیا ہے جو آدم تک جاتا ہے، وہاں لکھا ہے، ''اور وہ انُوس کا اور وہ سیت کا اور وہ آدم کا اور وہ خُدا کا تھا۔''

جب بائبل ''خُدا کے بیٹے'' اور ''خُدا کے بیٹوں'' کے بارے میں بات کرتی ہے تو اِس کا کیا مطلب ہے؟ کیا یسوع خُدا کا اکلوتا بیٹا ہے؟ جی ہاں، یوحنا ۳:۱۶ میں یسوع کو بہ طور ''خُدا کا اکلوتا بیٹا'' بیان

کیا گیا ہے۔لیکن پھر پولس ہمیں رومیوں ۸:۱۴ میں کس طرح کہہ سکتا ہے،''اِس لیے کہ جتنے خُدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خُدا کے بیٹے ہیں؟''اور یوحنا رسول ہمیں یوحنا ۱:۱۲ میں کیسے بتا سکتا ہے:

''لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنھیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنھیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔''

اِس بہ ظاہر تضاد کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ جب یہ آیات لکھی گئیں اُس وقت سے آج کے دن تک یسوع خُدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔اور ہم جو اُس پر ایمان لاتے ہیں خُدا کے بیٹے بننے کی تربیت کے مرحلہ میں ہیں۔ شاید کوئی ا۔ یوحنا ۳:۲ کا حوالہ دے، جہاں لکھا ہے، ''عزیزو! ہم اِس وقت خُدا کے فرزند ہیں۔۔۔'' یہ کون ہیں؟ کیا ہم ابھی خُدا کے فرزند ہیں یا بعد میں ہوں گے؟ یہ سب ہمیں متذبذب کر دیتا ہے جب تک ہم آیت کے دُوسرے حصے کو نہ پڑھیں:

''۔۔۔اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیوں کہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔اور جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے۔''

دُوسرے لفظوں میں، ایک طرح سے یوحنا کہتا ہے کہ ہم ابھی خُدا کے بچے ہیں، اگر چہ ہمارے پاس ''اُمید'' ہے کہ مستقبل میں ''ہم بھی ہوں گے۔'' بالفاظ دیگر، اگر چہ آج ہم اُس کے بچے یا بیٹے ہیں، اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم آج ہی سب کچھ ہیں۔ہم ''وارِث'' ہیں نہ کہ بالغ بیٹے جو پہلے سے ہی اپنی میراث حاصل کر چکے ہیں۔ یہ پولس کی رومیوں ۸:۱۶اور ۱۷ میں بیان کی گئی بات سے مکمل مطابقت رکھتا ہے، جہاں وہ کہتا ہے:

''رُوح خود ہماری رُوح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خُدا کے فرزند ہیں۔اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی خُدا کے وارِث اور مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اُس کے ساتھ دُکھ اُٹھائیں تا کہ اُس کے ساتھ جلال بھی پائیں۔''

اسرائیلی قوم کی طرح، ہم غلامی کے گھر سے نکل کر وعدہ کی سرزمین کے سفر کی جانب گامزن ہیں۔خُدا اپنے بیٹوں کو مصر سے نکال کر اُن کی میراث میں لا رہا ہے۔مسیح کی آمدِ ثانی کا مقصد ہمیں ہمارے وعدہ کی سرزمین میں لانا ہے۔یہ آسمان پر جانے کی بات نہیں، گویا کہا جا سکتا ہے کہ آسمان ہماری میراث ہے۔یہ آسمانی خیمہ

کے زمین پر آنے اور ہمیں اُس کے جلال سے ملبس کرنے کا معاملہ ہے۔ یہ اُس جلالی بدن کی بات ہو رہی ہے جو آدم نے اِبتدا میں کھو دیا جب اُس نے گناہ کیا۔ یہ کھوئی ہوئی میراث ہے جسے بحال کیا گیا۔

کوئی شخص خُدا کا بیٹا کیسے بن سکتا ہے؟ اِس کے لیے جو عظیم مثال ہمیں دی گئی ہے وہ یسوع مسیح کے پیدا ہونے کا طریقہ ہے۔ متی ۱: ۱۸۔۲۰ میں لکھا ہے:

''اب یسوع مسیح کی پیدایش اِس طرح ہوئی کہ جب اُس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ رُوح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔ پس اُس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا اُسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ اِن باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خُداوند کے فرشتہ نے اُسے خواب میں دکھائی دے کر کہا اے یوسف اِبنِ داوٗد! اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیوں کہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ رُوح القدس کی قدرت سے ہے۔ اُس کے بیٹا ہو گا اور تو اُس کا نام یسوع (یشوع / ''نجات'') رکھنا کیوں کہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا۔''

یسوع کا ایک آسمانی باپ اور ایک زمینی ماں تھی۔ بالکل اُسی طرح یہ خُدا کے تمام بیٹوں کے لیے ایک اِلٰہی نمونہ ہے۔ جسمانی اعتبار سے ہمارے زمینی ماں اور باپ ہیں، اُن ہی کے وسیلے ہم اِس زمین پر آئے۔ لیکن خُدا کا بیٹا ہونے کے لیے ایک آسمانی باپ کا ہونا لازمی ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ نیکدیمس یسوع کے پاس آیا اور اُس نے بھی اِس بارے میں پوچھا۔ یوحنا ۳: ۳۔۶ میں لکھا ہے:

یسوع نے جواب میں اُس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا۔ نیکدیمس نے اُس سے کہا آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیوں کر پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا (or begotten) نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو رُوح سے پیدا ہوا ہے رُوح ہے۔''

کسی کو بھی خُدا کا بیٹا بننے کے لیے رُوح القدس سے پیدا ہونا ضرور ہے۔ رُوح القدس خُدا کا تخم ہے۔ ہمارے زمینی بدن بہ حیثیت ماں ہیں اور ہماری رُوح رحم ہے جو رُوح القدس کے تخم کو حاصل کرتی ہے۔ بالفاظ دیگر، خُدا کا بیٹا بننے کے لیے کسی کو بھی لازمی پہلے اُوپر (آسمان) سے پیدا ہونا ضروری ہے۔ اور اُس کی رُوح کو لازماً رُوح القدس کو حاصل کرنا چاہیے۔

جب ایسا ہوتا ہے (ایمان سے) تو کوئی بھی انسان چاہے وہ مرد ہو یا عورت وہ اپنے بدن میں مسیح سے حاملہ ہو جاتا ہے۔ یہ مضغہ[1] (embryo) اُس وقت تک بڑھنا اور پختہ ہونا شروع کر دیتا ہے جب تک اِس کی مکمل پیدایش کا وقت نہیں آجاتا۔ اِس اُمید کے بارے میں پولس کلسیوں ۱:۲۷ میں بات کرتا ہے، ''۔۔۔غیر قوموں میں اُس بھید کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح جو جلال کی اُمید ہے تم میں رہتا ہے۔'' ہر مضغہ کی ''اُمید'' جنم حاصل کرنا ہے۔

اِس بات کی مسیح کی آمدِ ثانی سے ہم آہنگی ''مسیح جو جلال کی اُمید ہے تم میں رہتا ہے'' کا پیدا ہونا ہے۔ ایسے ہی کوئی خُدا کا بیٹا بنتا ہے، اور حقیقت میں وہ آپ ہو۔ یوں یہ اگلی نسل کی مانند ہے۔ اور وہی آپ بن رہے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا آپ وہ زمینی ماں ہیں جس کے اندر نیا انسان جنم لیتا ہے۔ مسیح آپ میں زمینی اور آسمانی دونوں طرح سے موجود ہے، کیوں کہ نئے پیدا ہونے والے بیٹے کے ماں اور باپ دونوں ہیں۔ اور یسوع کی طرح اُس بیٹے کو آسمان اور زمین دونوں میں اختیار حاصل ہوگا۔ (متی ۲۸:۱۸)

1۔ مضغہ (جنین): ماں کے پیٹ میں وہ بچہ جس میں ابھی جان نہ پڑی ہو۔

باب ۲

موت کا حکم

لوقا ۳:۳۸ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ آدم ''خُدا کا بیٹا'' تھا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خُدا کی شبیہ پر بنایا گیا۔ انسان (مرد اور عورت) کو خُدا کی شبیہ پر بنانا اِبتدا سے ہی الٰہی مقصد تھا۔ وہ ایک جسمانی بدن کے ساتھ تخلیق کیے گئے جو خُدا کے جلال کا مَقدِس تھا۔

لیکن بعد میں جب آدم اور حوا نے گناہ کر لیا تو اُنھوں نے اُس جلال کو کھو دیا اور اُن کے پاس صرف بدن باقی رہ گیا جو زمین کی خاک سے بنایا گیا تھا۔ انسانی تاریخ کا مقصد مسیح کے ذریعے اُس بدن کو بحال کرنا ہے جسے آدم نے کھو دیا تھا۔

ہم اِسے اِس طرح بھی بیان کر سکتے ہیں کہ آدم خُدا کا بیٹا تھا، لیکن اُس نے گناہ کی وجہ سے ''فرزندیت'' کو کھو دیا، اور اِس بات نے اُسے خُدا سے جدا کر دیا۔ اِس عمل کا بدترین نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے اِسے اپنی تمام نسلوں کے لیے کھو دیا۔ اِس عمل نے تمام نسلِ انسانی پر بدترین اثرات مرتب کیے۔

خُدا تحمل کر کے انسان کو زیادہ سے زیادہ وقت مہیا کرتا ہے۔ اِلٰہی شریعت جو اُس کی مرضی اور اُس کی عقل کا بنیادی اظہار ہے اُس کے مطابق اگر کوئی شخص گناہ کے سرزد ہونے کا معاوضہ ادا نہیں کر سکتا، تو وہ لازماً اپنے معاوضہ کی ادائیگی کے لیے ایک مخصوص وقت تک غلامی کرے۔ آدم کی صورتِ حال متی ۱۸: ۲۵ میں قرض دار کے متعلق بیان کی گئی یسوع کی تمثیل میں بڑے احسن طریقہ سے بیان کی گئی ہے:

> ''مگر چوں کہ اُس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا اِس لیے اُس کے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اِس کی بیوی بچے اور جو کچھ اِس کا ہے سب بیچا جائے اور قرض وصول کر لیا جائے۔''

یوں آدم، اُس کی بیوی اور اُس کے تمام بچے (ہمارے سمیت) گناہ کی غلامی کے لیے بیچ دیئے گئے۔ صرف نسلِ انسانی ہی نہیں بلکہ ''جو کچھ اُس کے پاس تھا'' وہ سب بیچ دیا گیا۔ آدم کو زمین پر اختیار دیا گیا تھا، اِسی لیے پولس رومیوں ۸: ۲۲ میں ہمیں بتاتا ہے کہ ''ساری مخلوقات مل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِ زہ میں پڑی تڑپتی ہے۔''

پولس اِسے ''دردِ زہ'' کہتا ہے کیوں کہ وہ زمین پر خُدا کے بیٹوں کی پیدائش کے بارے میں بات کر

رہا تھا۔عورت کے دردِزہ کی طرح زمین خود خُدا کے بیٹوں کو پیدا کرنے کے لیے درد میں ہے۔

اِلٰہی شریعت ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ غلامی کے لیے بیچے گئے شخص کو چھ سال کے بعد آزاد کر دیا جائے (خروج ۲:۲۱)۔ یہ مستقل آزادی نہ تھی۔ اگر پھر بھی اُس شخص کا قرض باقی رہتا تو اُسے سبت کے سال کے بعد پھر واپس آنا پڑتا تاکہ وہ بہ طور غلام اپنے کام کو جاری رکھے۔ صرف سالِ یوبلی پر یہ قرض مکمل طور پر منسوخ ہو جاتا اگر وہ شخص اُس سے پہلے اپنے قرض کو ادا کرنے میں کامیاب نہ ہوتا۔

اگر ہم آدم کے خلاف ہونے والے قانونی معاملہ پر غور کریں تو ہم پیدایش ۱۷:۳ میں دیکھتے ہیں کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے زمین لعنتی ہو گئی:

> ''۔۔۔زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اُس کی پیداوار کھائے گا۔''

قانونی طور پر اِس کا مطلب ہے کہ زمین خود آدم کے عوضی کی مانند بن گئی۔ اِس کا مطلب ہے کہ اب زمین کو آدم اور اُس کے بچوں کے اُوپر اختیار حاصل ہو گیا اور آدم اپنی پوری زندگی ''اُس کی پیداوار کھائے گا۔'' دُوسرے لفظوں میں زمین اپنے غلام کو خوراک اور رہنے کے لیے جگہ مہیا کرے گی۔ پھر بھی آدم کو زمین پر کام اور محنت کرنی پڑے گی۔

> ''تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین میں تو پھر لوٹ نہ جائے اِس لیے کہ تو اُس سے نکالا گیا ہے کیوں کہ تو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائے گا۔''
>
> (پیدایش ۱۹:۳)

آدم کو زمین کی مٹی سے بنایا گیا (پیدایش ۷:۲)۔ اُس نے وہ جلال کھو دیا جو اُس کا بدن گناہ سے پہلے رکھتا تھا۔ وہ جلال اُس میں خُدا کی حضوری کو ظاہر کرتا اور اُسے خُدا کا بیٹا بناتا تھا۔ اُسے براہِ راست خُدا کے اختیار کے ماتحت ہونا اور اُس کی باطنی حضوری سے راہنمائی لینا چاہیے تھا، لیکن اب اپنے گناہ کی وجہ سے وہ اپنے بدن سمیت زمین کا غلام بن گیا۔ اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ایسا خُدا کے حکم کے عین مطابق تھا۔

اِسی وجہ سے آدم اور اُس کی نسلوں کو ''چھ سال'' کے لیے زمین کا غلام رکھا جائے گا۔ زبور ۴:۹۰ اور ۲۔پطرس ۸:۳ ہمیں بتاتے ہیں ''خُداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر۔'' یوں آدم کی سزا کے وسیع اطلاق کی کائناتی تصویر کے مطابق اُسے اور اُس کے بچوں کو چھ ہزار

سال کی جسمانی غلامی کی سزا دی گئی۔

اب ہم اُن چھ ہزار سالوں کے قریب ہیں جن کا آغاز آدم کی سزا سے ہوا۔ وہ دن قریب آ رہا ہے جب پہلے عظیم سبت کا حکم دیا جائے گا، جس میں زمین کو اُس عالمی نظام کی غلامی سے آزاد کر دیا جائے گا جسے ''بابل'' سمیت مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

یقیناً ابھی تک وہ یوبلی نہیں آئی۔ یہ محض پہلے سبت کا زمینی آرام ہے، جہاں غلاموں کو لازماً آرام کے لیے ایک سال دیا جائے گا۔

نیا عہد نامہ اِس کی تفصیل فراہم کرتا ہے اور اِس میں توضیحات شامل کرتا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ وہ ''پہلی قیامت'' کا وقت ہوگا (مکاشفہ ۲۰:۴-۶)، جس میں غالب آنے والے حیاتِ ابدی حاصل کریں گے۔ یہ خُدا کے بیٹے ہیں، جن کے پاس ''جلال کی اُمید'' ہے۔ وہ آدم کی سزا سے مکمل رہائی حاصل کریں گے۔ باقی نسلِ انسانی اِس آزادی میں حصہ لے گی۔ لیکن وہ آنے والے وقت سے پہلے حیاتِ جاوداں حاصل نہیں کریں گے۔

میں نے اپنی کتاب ''قیامت کا مقصد'' میں اِس بات کو ظاہر کیا کہ مستقبل میں دو قیامتیں ہوں گی۔ پہلی قیامت آدم سے چھ سو سال بعد صرف غالب آنے والوں کے لیے ہوگی۔

سب سے پہلے کسی کو بھی فرزندیت میں آنا پڑے گا اُس کے بعد دُوسری قیامت سات ہزار سال کے بعد ہوگی۔ یسوع نے یوحنا ۵: ۲۸، ۲۹ میں دُوسری قیامت کے بارے میں بات کی:

> ''اِس سے تعجب نہ کرو کیوں کہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔''

اِس دُوسری قیامت میں نیک اور بد دونوں طرح کے لوگوں کو اُٹھایا جائے گا یعنی ناراستوں اور راست بازوں دونوں کو۔ بائبل مقدس کہتی ہے کہ جو یسوع پر ایمان رکھتے ہیں اُس قیامت میں حیاتِ ابدی حاصل کریں گے۔ پولس کہتا ہے کہ وہ ''خود بچ جائے گا مگر جلتے جلتے'' (ا۔کرنتھیوں ۳: ۱۵)۔ اُنھیں یقیناً سزا ملے گی جیسے یسوع نے لوقا ۱۲: ۴۷-۴۹ میں بیان کیا، لیکن پھر بھی اُنھیں حیاتِ ابدی دی جائے گی۔

باقی لوگ جو دُوسری قیامت میں اُٹھائے جائیں گے، وہ پھر نہیں مریں گے، کیوں کہ مکاشفہ ۲۰: ۱۴ میں

لکھا ہے کہ اُس وقت موت آگ کی جھیل میں ڈال دی جائے گی۔ لیکن وہ تمام لوگ خُدا کے بیٹوں کو بیچ دیئے جائیں گے اور اُنھیں مکمل طور پر آزاد ہونے کے لیے تخلیق کی عظیم یوبلی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اُس وقت اُن کے معاوضہ کی رقم زمین پر نہیں رکھی جائے گی، کیوں کہ خُدا کے بیٹے اُن کے معاوضہ کی رقم کو زمین پر سے خرید لیں گے۔

یہ نسلِ انسانی کے لیے بہت سودمند ہوگا، کیوں اُس وقت وہ اُن لوگوں کے غلام بن جائیں گے جو اُن سے محبت کرتے ہیں، بجائے زمین کہ جو بہت معمولی ہے۔ خُدا کے بیٹے اُن کی دیکھ بھال کے ذمہ دار ہوں گے اور اُنھیں خُدا کے طریقے سکھائیں گے، جیسا یسعیاہ ۲۶:۹ میں لکھا ہے، ''کیوں کہ جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔''

اِس طرح ''آتشی شریعت'' کام کرتی ہے (استثنا ۳۳:۲)۔ مکاشفہ میں ۲۰:۱۴، ۱۵ یہ ''آگ کی جھیل'' کی ماہیت ہے۔ شریعت گناہ گار کے لیے سزا کا تعین نہیں کرتی۔ الٰہی شریعت کہتی ہے کہ وہ گناہ کے لیے ''بیچ'' دیئے جائیں (خروج ۲۲:۳)۔ شریعت بحال کرتی ہے اور خُدا کا مقصد تخلیق کو بحال کرنا ہے جیسا کہ یہ آدم کے گناہ سے پہلے تھی۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مخلوقات کمال آرزو سے خُدا کے بیٹوں کے ظاہر ہونے کی راہ دیکھتی ہے (رومیوں ۸:۱۹)۔ اگلے ابواب میں مَیں آپ کو بتاؤں گا کہ کیسے اسرائیلی عید کے دن فرزندیت میں آنے کے لیے بنیادی خاکہ تیار کرتے ہیں۔

باب ۳

تخلیق کا مقصد

مادی کائنات کو تخلیق کرنے کا خُدا کا مقصد اپنے آپ کو ایک نئی جہت میں جلال دینا تھا۔ اُس نے ہمیشہ آسمان سے جلال کو حاصل کیا جو رُوحانی دائرۂ اثر ہے۔ لیکن پھر اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ مادی دُنیا کی تخلیق کرے جس میں وہ جلال کو حاصل کرے اور مادی دُنیا میں بھی اپنے آپ کو جلال دے۔

انسان زمین پر زندگی کی سب سے اعلیٰ صورت میں صرف اِس لیے تخلیق نہیں کیا گیا کہ وہ خُدا کو جلال دے بلکہ اِس لیے بھی کہ خُدا اپنے آپ کو انسان میں جلال دے۔ آدم کو ایک جلالی بدن کے ساتھ تخلیق کیا گیا۔ یہ ایک خاکی بدن تھا جو خُدا کے جلال اور اُس کے نور کا مَقدِس تھا۔ یہ کامل بدن تھا۔ اُس وقت خُدا اور انسان کے درمیان کامل ہم آہنگی اور ربط تھا۔

پھر انسان نے گناہ کیا اور خُدا کے جلال کو کھو دیا جو اُسے ڈھانپے ہوئے تھا۔ اِس طرح وہ ''ننگا'' یعنی خُدا کے جلال سے محروم ہو گیا۔ خُدا کی نافرمانی کی وجہ سے وہ موت کا مستوجب تھا، اگرچہ وہ اُسی وقت نہ مرا، تاہم وہ فانی ہو گیا کیوں کہ اُس نے غیر فانی بدن کو کھو دیا جو اُس کی الٰہی میراث تھی۔

تاریخ انسان کے اپنے غیر فانی اور جلالی بدن سے اپنی الٰہی میراث میں واپس آنے کی کہانی ہے۔ کسی کو بھی وہ بدن حاصل کرنے کے لیے آسمان پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پولس ۲۔ کرنتھیوں ۵:۱ میں کہتا ہے کہ یہ نیا بدن (خیمہ) ہمارے لیے آسمان پر محفوظ ہے، لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جب مسیح واپس آئے گا تو اُس کا اجر اُس کے پاس ہو گا (مکاشفہ ۲۲:۱۲)۔ وہ اُس اجر کو ہمیں عطا کرے گا۔ ہمیں اُسے حاصل کرنے کے لیے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

یسوع نے کہا ''حلیم زمین کے وارث ہوں گے'' (متی ۵:۵)۔ زمین ہماری کھوئی ہوئی میراث ہے۔ بالخصوص جلالی خاکی بدن ہماری کھوئی ہوئی میراث ہے۔ کیوں کہ یسوع کا ایک آسمانی باپ اور ایک زمینی ماں تھی، اِس لیے وہ آسمان اور زمین دونوں کا وارث ہونے کے قابل تھا (متی ۲۸:۱۸)۔ زمین پر اختیار حاصل کرنے کے لیے اُسے آدم کی نسل سے ایک عورت سے پیدا ہونا پڑا، کیوں کہ خُدا نے وہ اختیار آدم کو دیا تھا (پیدایش ۱:۲۸)۔ اِسی وجہ سے اُسے ''ابنِ آدم (انسان)'' کہا گیا۔ لیکن آسمان پر اختیار حاصل کرنے کے

لیے اُس کا ایک آسمانی باپ بھی ہونا ضرور تھا۔

پس ہمیں لازماً یسوع کے نمونہ پر عمل کرنا ہوگا۔ یسوع نے ہمیں اُس میراث کو واپس لینے کا طریقہ بتایا جو آدم کے گناہ کی وجہ سے کھوگئی تھی۔ یہ صرف کچھ لوگوں تک محدود نہیں، بلکہ یہ تمام مخلوق کے لیے ہے، کیوں کہ کلامِ مقدس ہمیں پانچ مرتبہ بتاتا ہے کہ خُدا کا جلال زمین کو اِس طرح معمور کر دے گا جس طرح سمندر کا پانی زمین کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اِن آیات کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے اِس بات پر غور کیا کہ پانی نے سمندر کے سو فیصد حصہ کو ڈھانپا ہوا ہے۔

جب موسیٰ نے مصر سے نکلنے کے بعد وعدہ کی سرزمین کی طرف اسرائیل کے سفر کی راہنمائی کی تو خُدا نے دکھایا کہ یہ سفر ایک تاریخی تمثیل ہے۔ یہ تاریخ اُس نبوتی بات کی تفہیم کی وضاحت تھی۔ اُس سفر میں تین بنیادی واقعات تھے (آغاز، وسط اور اختتام)، جو تاریخ کے ذریعے آدم سے حتمی منزل تک ہمارے اُس بڑے سفر کی پیشین گوئی کرتے ہیں جب زمین اُس کے جلال سے معمور ہو جائے گی۔

لیکن یہ ہم سب کے لیے بہ طور انسان ایک مثال بھی ہے۔ اسرائیل کی تین بنیادی عیدیں: فسح، پینتکست اور خیموں کی عید ہیں۔ یہ خُدا کے ساتھ ہمارے شخصی تعلق کا آغاز، وسط اور اختتام ہے۔ پس، آئیں پہلے عیدِ فسح کی وضاحت کرتے ہیں۔

فسح: کیوں کہ آدم (تمام نسلِ انسانی) پر اُس کے گناہ کی وجہ سے موت یا فنا پذیری کا حکم تھا، شریعت گناہ کے لیے موت سے کم معاوضہ کا مطالبہ نہیں کرتی۔ آدم اور کوئی بھی انسان اپنے اچھے کاموں سے اپنے لیے حیاتِ جاوداں کو بحال نہیں کر سکتا تھا۔

تمام مذاہب اپنی فطرت میں کچھ مخصوص اخلاقی نظاموں پر زور دیتے ہیں۔ بلاشبہ، کچھ نظام دُوسروں سے کافی بہتر ہیں۔ زیادہ تر مذاہب اپنی بحث اخلاقی مسائل پر مرکوز رکھتے ہیں۔ لیکن بائبل مقدس سب سے منفرد ہے۔ اگر چہ یہ اخلاقیات کے ایک اعلیٰ معیار کے بارے میں بتاتی ہے، اور اِس سے یہ بات عیاں ہے ہے کہ اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ایک انسان کتنا اچھا ہے اور وہ کتنے اچھے کام کرتا ہے، وہ گناہ کے معاوضہ کو کبھی بھی پورا نہیں کر سکتا۔ اِسی وجہ سے انسان کا کوئی بھی نیک کام اُسے لافانی نہیں بنا سکتا۔ اپنی بہتری کی کوئی بھی کوشش اُس کے فانی بدن کو لافانی نہیں بنا سکتی۔ کسی بھی طرح کی اچھی خوراک اور اچھا ماحول اُس کے لیے ہزاروں سال زندہ رہنے کا سبب نہیں بن سکتا۔

اِسی وجہ سے موسیٰ نے گناہ کے مسئلہ سے نمٹنے کے لیے قربانی کے نظام کا طریقہ بتایا۔ ایک بے عیب جانور جیسا کہ برّہ کسی کے گناہ کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے قربان کیا جاتا۔ قربانی کا پورا نظام اِس نہایت اہم اصول کو ظاہر کرتا ہے۔

جب کوئی شخص اپنے پڑوسی کے خلاف گناہ کرتا، تو اُسے اپنے پڑوسی سے تعلقات بحال کرنے کے لیے معاوضہ ادا کرنا پڑتا۔ لیکن خُدا کے ساتھ تعلقات بحال کرنے کے لیے گناہ کی سزا یعنی موت کی ضرورت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جانور کی قربانی کی بار بار ضرورت پیش آئی۔

گناہ کے لیے یہ قربانیاں بار بار ادا کی جاتیں، کیوں کہ جانوروں کا خون کبھی بھی حقیقت میں خُدا کے ساتھ ہمارے تعلق کو بحال نہیں کر سکتا تھا۔ اِس لیے ایک عظیم برّہ کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی جو دُنیا میں آئے گا اور حقیقت میں دُنیا کے گناہ کو اُٹھائے گا۔ وہ ''خُدا کا برّہ'' ہمیں نئے عہد نامہ میں یسوع مسیح کی صورت میں نظر آتا ہے۔ یوحنا ۱: ۳۵ اور ۳۶ میں لکھا ہے،

''دُوسرے دن پھر یوحنا اور اُس کے شاگردوں میں سے دو شخص کھڑے تھے۔ اُس نے یسوع پر جو جا رہا تھا نگاہ کر کے کہا دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے!''

اِس لیے یسوع کی زمینی خدمت کے اختتام پر، اُس نے اپنی مرضی سے اپنے آپ کو دُنیا کے گناہ کے لیے بہ طور قربانی کا برّہ پیش کر دیا۔ اُسے عیدِ فسح پر مصلوب کیا گیا، جب کہ سب لوگ موسیٰ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے برّوں کو قربان کر رہے تھے۔ دراصل، فسح کے وقت نے خود اُس دن کے بارے میں پیشین گوئی کر دی جب یسوع کو بہ طور فسح کا برّہ قربان کیا جانا تھا۔

نیا عہد نامہ بڑی وضاحت سے ہمیں اُس کام پر ایمان رکھنے کی تلقین کرتا ہے جو یسوع نے کر دیا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ فریسی اور لوگوں کے سردار یسوع سے نفرت کرتے اور اُسے قتل کرنا چاہتے تھے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یسوع جانتا تھا کہ اُسے اِسی مقصد کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اور یہی اُس کی آمد کی غایت ہے۔ موسیٰ کی طرف سے قائم کی گئی تمام قربانیوں میں اِس بارے میں پیشین گوئی کی گئی۔ یسعیاہ نے بھی اِس بارے میں پیشین گوئی کی، اُس نے یسعیاہ ۵۳: ۳۔۷ میں لکھا،

''وہ آدمیوں میں حقیر و مردُود۔
مردِ غم ناک اور رنج کا آشنا تھا۔

لوگ اُس سے گویا رُو پوش تھے
اُس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اُس کی کچھ قدر نہ جانی۔
تو بھی اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں
اور ہمارے غموں کو برداشت کیا۔
پر ہم نے اُسے خُدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا۔
حالاں کہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھایل کیا گیا
اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔
ہماری ہی سلامتی کے لیے اُس پر سیاست ہوئی
تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔
ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔
ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا
پر خُداوند نے ہم سب کی بدکرداری اُس پر لادی۔
وہ ستایا گیا تو بھی اُس نے برداشت کی
اور منہ نہ کھولا۔"

یوں لافانیت اور اپنی کھوئی ہوئی میراث کے حصول کے لیے ہمارے سفر کا آغاز فسح سے ہوتا ہے۔ یہ یسوع کو بہ طور خُدا کا برّہ اور گناہ کی کامل قربانی قبول کرنا ہے۔ کسی بھی دُوسرے مذہب کے بانی نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ کسی بھی شخص نے آپ کے لیے اپنی جان قربان نہیں کی، تاکہ آپ بچ سکیں۔ بے شک کچھ لوگوں نے دُوسروں کے لیے اپنی جان دی (یہ ایک انتہائی قابلِ ستائش عمل ہے)، لیکن کسی بھی شخص نے دُوسروں کو ابدی زندگی دینے یا اُس جلالی بدن کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان قربان نہیں کی جو آدم نے کھودیا تھا۔ یسوع اور اُن لوگوں میں یہی بنیادی فرق ہے۔ یوں وعدہ کی سرزمین کا راستہ عیدِ فسح سے شروع ہوتا ہے۔ اسرائیلیوں کو اُس وقت تک غلامی کے گھر کو چھوڑنے کی اجازت نہ تھی جب تک وہ فسح کو نہیں مانتے۔ کوئی بھی انسان یسوع مسیح کو بہ طور فسح کا برّہ قبول کیے بغیر گناہ کی غلامی اور فنا پذیری سے نہیں چھوٹ سکتا۔

باب ۴

پینتکست

اسرائیل کی دُوسری عید کو آج پینتکست کہا جاتا ہے۔ اصل میں اِس عید کو بہ طور ''ہفتوں یا فصل کاٹنے کی عید'' کے طور پر جانا جاتا۔ لیکن یسوع سے تین صدیاں پیشتر ،سکندرِ عظیم نے دُنیا کے اِس حصہ کو فتح کیا تو یونانی زبان ثقافتی اور تجارتی زبان بن گئی۔ لہٰذا ہفتوں کی عید اپنے یونانی نام ''پینتکست'' یا ''پچاسویں دن'' سے جانی جانے لگی۔

جیسے عیدِ فسح اُس دن منائی گئی جب اسرائیلیوں نے مصر کو چھوڑ، اُسی طرح پینتکست اُس دن منائی گئی جب خُدا کوہِ سینا پر اُترا اور اُس نے دس احکام دیئے۔ خُدا چاہتا تھا کہ اُس کا کہا گیا کلام اُن کے دلوں پر کندہ ہو۔ لیکن لوگ پھر برگشتہ ہو گئے اور باقی شریعت کو سننے سے انکار کر دیا (خروج ۲۰:۱۸۔۲۱)، اور اِسی وجہ سے موسیٰ کو اُنھیں پتھر کی لوحوں پر لکھی ہوئی شریعت دینی پڑی۔

یسوع کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سات ہفتوں بعد کلیسیا کو رُوح القدس دیا گیا جیسا کہ اِس کا ذکر اعمال کی کتاب کے دُوسرے باب میں موجود ہے:

> ''جب عیدِ پنتیکست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے۔ کہ یکا یک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور اُنھیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُنھیں بولنے کی طاقت بخشی۔
>
> اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خُدا ترس یہودی یروشلیم میں رہتے تھے۔ جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے کیوں کہ ہر ایک کو یہی سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں۔ اور سب حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو! یہ بولنے والے کیا سب گلیلی نہیں؟ پھر کیوں کر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے؟ حالاں کہ ہم پارتھی اور مادی اور عیلامی اور مسوپتامیہ اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ۔ اور

فروگیہ اور پمفیلیہ اور مصر اور لبوآ کے علاقہ کے رہنے والے ہیں جو کرینے کی طرف ہے اور رومی مسافر خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید اور کریتی اور عرب ہیں۔مگر اپنی اپنی زبان میں اُن سے خُدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان سنتے ہیں۔اور سب حیران ہوئے اور گھبرا کر ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے؟'' (اعمال ۲: ۱۔۴)

مندرجہ بالا آیات سے کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے؟ موسیٰ کے ماتحت پہلی پینتکست کے موقع پر وہاں مختلف اقوام میں سے بہت سی ملی جلی بھیڑ بھی تھی (خروج ۱۲: ۳۸)۔مگر جب پہاڑ سے خُدا کی آواز آئی تو بلا شبہ سب نے اپنی اپنی زبان میں دس احکام کو سنا۔خُدا زمین پر آیا تا کہ وہ آسمان کو ہمارے پاس نیچے لائے۔لیکن موسیٰ کے زمانہ میں لوگوں نے خُدا کی آواز سننے سے انکار کر دیا (خروج ۲۰: ۱۸۔۲۱)۔اِس طرح الٰہی قانون اُن کے دلوں پر نہ لکھا گیا، بلکہ ظاہری شکل میں پتھر کی لوحوں کی صورت میں دیا گیا (خروج ۳۴: ۲۹)۔

دل کے علاوہ پتھر، لکڑی اور کسی دُوسری چیز پر لکھے گئے قوانین خارجی طور پر لوگوں پر مسلط کیے گئے، اور اِس وجہ سے یہ لوگوں کو راست باز نہ بنا سکے۔ایک عام کہاوت ہے کہ حکومت اخلاقیات پر قانون سازی نہیں کر سکتی۔یہ ایک جزوی سچائی ہے۔قوانین محض رویہ منظّم کر سکتے ہیں، کیوں کہ انسانوں کو اِس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کے نتائج سے ڈرتے ہیں۔لیکن قوانین انسان کے دل کو تبدیل نہیں کر سکتے۔انسان کے دل کی اصل حالت اُس وقت عیاں ہوتی ہے جب اِن خارجی قوانین کو ہٹا دیا جائے۔اگر اخلاقی قوانین اُس کے دل پر نہ لکھے ہوں تو جب قوانین کو اُس پر سے ہٹا دیا جائے تو وہ فوراً لاقانونیت کا سہارا لے گا۔

انسان کی حقیقی راست بازی اُسی وقت ظاہر ہوتی ہے، جب اُسے کسی قسم کا خارجی خوف نہ ہو۔اگر قوانین انسان کے دل پر لکھے ہوئے ہوں گے تو وہ اُن ہی کاموں کو کرے گا جو راست ہوں گے کیوں کہ وہ کام جو اچھے ہیں اور اُن سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی وہ اُس کی فطرت کا حصہ ہوں گے۔ایسا آدمی اپنے پڑوسی سے ہمیشہ نیکی ہی کرے گا، چاہے حکومت اُسے کسی کام کو کرنے سے منع نہ بھی کرے۔اگر شریعت اُس کے دل پر نہیں لکھی ہو گی تو وہ خُدا کے احکامات کی خلاف ورزی کرے گا اگر وہ اُن احکامات سے اختلاف کرتا ہے یا وہ اپنے آپ کو اتنا کم زور محسوس کرتا ہے کہ وہ گناہ کی آزمائش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پینتکست کا حقیقی مقصد شریعت کو دل پر لکھنا ہے۔یہ صرف رُوح القدس کی قدرت سے ہی ممکن ہے۔خُدا کا رُوح انسان میں بستا ہے۔خُدا کا رُوح انسان کی رُوح میں آتا ہے اور اُس کے ساتھ ایک رُوح ہو جاتا ہے۔

اِس طرح الٰہی قانون انسان کے دل پر لکھا جاتا ہے۔ رُوح القدس انسان کے اندر کام کرنا شروع کر دیتا ہے کہ خُدا کے قوانین اُس کے دل پر لکھے تاکہ یہ اُس کی فطرت کا حصہ بن جائیں۔ پھر کسی بھی خارجی قانون کی ضرورت نہیں ہوتی کہ اُسے بتایا جائے کہ کیا کرنا ہے، وہ شریعت کو جان جاتا ہے وہ کسی بھی قانون سازی سے قطعِ نظر جبلی طور پر وہ کام کرتا ہے۔

پس، پینتکست کا مقصد کسی شخص کو اچھے کام کرنے سے راست باز بننے کی طرف تبدیل کرنا ہے۔

جس طرح فسح (یسوع کو قبول کرنا) کسی شخص کو مسیحی بناتی ہے، اُسی طرح پینتکست مسیحیوں کی روزمرہ زندگی میں اطاعت کی وضاحت کرتی ہے۔ ایک مسیحی فسح کے موقع پر پیدا ہوتا ہے، لیکن وہ پینتکست کے ذریعے بالغ بنتا ہے جیسے ہی وہ خُدا کے رُوح کی ہدایت چلتا ہے۔

اِس لیے یہ نہایت افسوس ناک ہے کہ آج کل بہت سے مسیحی پینتکست کو یہ کہتے ہوئے مسترد کرتے ہیں کہ یہ صرف پہلی صدی کے شاگردوں کے لیے موزوں تھی۔ پینتکست کو مسترد کرنے سے اُن لوگوں کے درمیان بہت سے بگاڑ پیدا ہو گئے جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں۔ اِس بگاڑ نے پُر جوش مگر باصلاحیت مقررین اور فنڈ جمع کرنے والوں کو کلیسیا کے راہنما مقرر کر دیا جو رُوحانی طور پر نا پختہ تھے۔ دراصل، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن میں سے بہت سے راہنماؤں نے فسح کا تجربہ (خُدا کے برّہ پر ایمان لانے کے وسیلہ سے راست باز ہونا) تک کھو دیا۔

کچھ صدیوں کے بعد مسیحی راہنماؤں نے اکثر اپنے درمیان راست بازوں کو ستایا، کیوں کہ اُنھوں نے پوپوں کے غیر اخلاقی رویے کے خلاف بولنے کی جرات کی۔

پھر صلیبی جنگوں کا آغاز ہو گیا جو مقدس سرزمین میں ''پاک مقامات'' کو واپس لینے کے لیے لڑی گئیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہودیوں کے نئے عہد کو مسترد کرنے کی وجہ سے خُدا نے وہ سرزمین ہاجرہ کے بچوں کو دے دی ہے۔ میں نے اِس کا ذکر اپنے کتابچہ، The Debt Note in Prophecy میں کیا ہے۔ جب یہودیوں نے پرانے عہد (کوہِ سینا یا حورب) کے اختیار کے تحت رہنے کا فیصلہ کیا، تو اُنھوں نے عرب میں یروشلیم کو کوہِ سینا کے اختیار کے تحت کر دیا، جو ہاجرہ اور اسمٰعیل کی میراث ہے (گلتیوں ۴:۲۵)۔ یوں، خُدا نے وہ سرزمین اور شہر اسمٰعیل کو دے دیے اور کوئی بھی یہودی اور مسیحی اِس پر کسی قسم کا جائز دعویٰ نہیں رکھتا۔

مسیح سے چند صدیاں بعد، یہ واضح ہو گیا کہ کلیسیا (بگڑی ہوئی قیادت) نے پینٹکست کو ردّ کر دیا ہے، جیسے اسرائیل نے موسیٰ کے دنوں میں کیا۔ بالفاظ دیگر، اُنھوں نے اُس کی آواز سننے اور شریعت کو اپنے دلوں پر لکھنے سے انکار کر دیا۔ اُنھوں نے مسیح کو بہ طور خُدا کا برّہ (فسح) تو قبول کر لیا، لیکن وہ پینٹکست کے معاملہ میں ناکام ہو گئے۔ اُنھوں نے خُدا کے قانون کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے یہ سوچا کہ خُدا اُن کے مطیع ہے اور اپنے تمام اعمال کو جائز جانا۔

مذہبی اور سیاسی راہنماؤں نے اپنے تکبر میں سوچا کہ اب وہ ''چنے'' ہوئے ہیں، اِس لیے وہ اپنی مرضی سے کچھ بھی کر سکتے ہیں، اور اُن کی بدعنوانی اور جابرانہ اعمال سے قطعِ نظر خُدا ہمیشہ اُن کی پشت پناہی کرے گا۔ اپنی مرضی کرنے کے اختیار کے تصور کی بنیاد ''رسولی جانشینی'' تھی، وہ اُس بات کو نظر انداز کر رہے تھے کہ اسرائیلی لاوی کاہنوں نے پہلے ہی اِس دلیل کی کوشش کی لیکن وہ خُدا کی عدالت کو روکنے میں ناکام رہے۔

پرانے عہد میں لاوی کہانت کی بنیاد کسی کا ہارون (موسیٰ کا بھائی) کی نسل سے ہونا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ جب تک وہ اپنا شجرہِ نسب ثابت کر سکتے ہیں، اُن کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اُنھیں بالکل یہ ادراک نہیں تھا کہ خُدا پہلے سے ہی ملکِ صدق کے کہانتی سلسلہ کو قائم کر چکا ہے جو آخر کار ہارونی سلسلہ کی جگہ لے لے گا۔ خُدا نے زبور ۱۱۰:۴ میں داؤد بادشاہ سے کہا،

''خُداوند نے قسم کھائی ہے اور پھرے گا نہیں کہ تو ملکِ صدق کے طور پر ابد تک کاہن ہے۔''

اِس نئے سلسلہ کی بنیاد نسب نامہ پر نہ تھی (عبرانیوں ۷:۱۔۱۱)، کیوں کہ داؤد لاوی کی بجائے یہوداہ کے قبیلہ سے تھا۔ داؤد لاوی سلسلہ کے بغیر کاہن نہیں بن سکتا تھا، لیکن پھر بھی اُس نے خیمہ اجتماع میں بہ طور کاہن کام سرانجام دیا، جب سلیمانی ہیکل سے پہلے عہد کا صندوق اُس کی سرزمین میں قائم کیا گیا۔ اِسی طرح داؤد نے مقدس روٹی میں سے کھایا (۱۔سموئیل ۲۱:۶)، جو کاہنوں کے علاوہ کسی کو بھی کھانا روا نہیں تھا۔ لیکن داؤد نے وہ روٹی کھائی اور یہ گناہ نہیں تھا، کیوں کہ وہ بھی کاہن تھا اگر چہ وہ ایک الگ سلسلہ کا کاہن تھا۔

عبرانیوں کا ساتواں باب یہ واضح کرتا ہے کہ ہارون کا کہانتی سلسلہ خُدا کی مرضی پر عمل کرنے والوں کے لیے بہ طور ملکِ صدق کے کہانتی سلسلہ سے بدل گیا، کیوں کہ یہی اُس کی آخری مرضی اور عہد ہے۔ یسوع کی موت کے بعد کاہنوں کی ذمہ داری تھی کہ وہ اُس کی مرضی کو پورا کریں (عبرانیوں ۹:۱۶۔۱۸)۔ لیکن چوں کہ لاوی کاہن اُس کے قتل کی سازش میں ملوث تھے، اِس لیے اُن کو اُس کی مرضی پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے نئے

لوگوں کے حق سے بے دخل کر دیا گیا۔ یہ نئے اطاعت کنندہ ملکِ صدق کے کہانتی سلسلہ سے ہیں جس کی بنیاد کردار اور یسوع مسیح کے ساتھ متفق ہونا ہے۔

پینتکست کے زمانہ میں کلیسیا لاوی کاہنوں کی طرح بگڑ گئی۔کوئی بھی بگڑا ہوا کاہن ملکِ صدق کے کہانتی سلسلہ کا نہیں ہوسکتا،قطعِ نظر لوگ اُسے کیسا دیکھتے ہیں۔ رُومی کلیسیا نے موروثی بادشاہت قائم نہیں کی لیکن اُنھوں نے ایک سلسلہ قائم کیا جسے ''رسولی جانشینی'' کہتے ہیں۔

اپنے تمام عملی مقاصد میں یہ موروثی بادشاہت جیسا ہی تھا۔اگرچہ اُن کا دعویٰ تھا کہ اِس کی بنیاد قابلیت اور مسیحی کردار پر ہے،لیکن ایسا ہرگز نہیں تھا۔ پاپائیت کو خریدا اور بیچا گیا یہاں تک کہ ہارونی کہانت کے بدترین دنوں میں بھی۔ اُن کا خیال تھا کہ ایک بار جب اُنھوں نے پوپ کا عہدہ حاصل کر لیا تو وہ اپنی جسمانی خواہشات اور ذاتی فائدہ کے لیے لوگوں پر حکمرانی کر سکتے ہیں۔ بدعنوانی کی صورت میں ''رسولی جانشینی'' خُدا کی نظر میں کوئی قدرومنزلت نہیں رکھتی۔ جب خیموں کے دور اور اُس کی بادشاہی میں داخل ہونے کا وقت آئے گا تو اِس قسم کے کاہن ایک بار پھر اپنے آپ کو معزول پائیں گے اور اُن کی جگہ غالب آنے والے لے لیں گے جو یسوع مسیح کے کردار کو ظاہر کریں گے۔

آج کے زمانہ کی کلیسیا اپنے آپ کو نئے عہد کی کلیسیا کہتے ہوئے اپنے معیار سے گر چکی ہے، کیوں کہ اُن کا پینتکست کا مسح خمیر زدہ ہو گیا ہے۔ بائبل مقدس میں خمیر گناہ کی علامت ہے۔ یسوع نے کہا، ''خبردار فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے ہوشیار رہنا'' (متی ۱۶:۶)۔شریعت میں کاہنوں کو اجازت نہیں تھی کہ وہ کسی بھی قربانی میں خمیر کا استعمال کریں، کیوں کہ قربانیاں یسوع کی بے گناہی کو ظاہر کرتی تھیں۔

لیکن حیرت انگیز طور پر خُدا نے احبار ۲۳:۱۷ میں حکم دیا کہ پینتکست کی قربانی میں خمیر کو شامل کیا جائے،

> ''تم اپنے گھروں میں سے ایفہ کے دو دہائی حصہ کے وزن کے میدہ کے دو گردے ہلانے کی قربانی کے لیے لے آنا۔ وہ خمیر کے ساتھ پکائے جائیں تا کہ خُداوند کے لیے پہلے پھل ٹھہریں۔''

یہ آیت اِس بات کی پیشین گوئی کرتی ہے کہ پینتکست کا زمانہ خمیر زدہ ہوگا یعنی یہ گناہ سے بھرا ہوا ہوگا۔ یہ خُدا کی راست بازی کو دُنیا میں لانے کے لیے کافی نہیں ہوگا۔ یہ زمین پر خُدا کی بادشاہی کو قائم کرنے کے قابل نہیں ہوگا، ماسوائے ایک نامکمل نمونہ کے۔ دراصل، وہ داؤد اور اُس کی بادشاہی کے نمونہ کی پیروی کرنے کی

بجائے ساؤل اور اُس کی بادشاہی کے نمونہ کی پیروی کریں گے۔

ساؤل بادشاہ کو کٹائی کے موسم میں بادشاہ بنایا گیا (ا۔سموئیل ۱۲:۱۷)۔ یہ پینتکست کے تحت کلیسیا کا ایک نبوتی نمونہ تھا۔ جس طرح ساؤل نے بہ طور بادشاہ اپنے چالیس سالہ دورِ حکومت میں زیادہ تر خُدا کے خلاف بغاوت کی، اُسی طرح خمیر زدہ کلیسیا نے چالیس یوبلیاں ''حکومت'' کی۔ پینتکست کے دور کی چالیس یوبلیاں (49×40) ۱۹۹۳ء کو ختم ہوئیں۔ اُس وقت سے خُدا نے اپنا اختیار غالب آنے والوں کو منتقل کرنا شروع کر دیا جنھوں نے خیموں کی عید کا خواب دیکھا تھا۔

سب سے اہم حقیقت یہ ہے کہ پینتکست اپنی حقیقی رُوح کے ساتھ خُدا کے بیٹوں کے ظہور کے لیے ناکافی تھی۔ وہ واقعہ خیموں کی عید کی تکمیل کا انتظار کر رہا ہے، جس میں رُوح کی بھرپوری اُن لوگوں کو دی جائے گی جو ملکِ صدق کے کہانتی سلسلہ میں آنے والی بادشاہی میں حکومت کریں گے۔

باب ۵

میراث

پینتکست کا مقصد ہمیں کاملیت کی تیاری کے لیے رُوح القدس بیعانہ میں دینا ہے جو عیدِ خیام پر پوری ہونے والی ہے۔ خیموں کی عید شریعت میں تیسری اور آخری عید ہے۔ یہ اُس وقت کی نمائندگی کرتی ہے جب اسرائیلی مصر سے نکلنے اور کوہِ سینا پر شریعت حاصل کرنے کے بعد وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونے والے تھے۔

موسیٰ کے ماتحت اسرائیلی تجربہ میں گنتی ۱۳ کے مطابق بارہ میں سے دس جاسوسوں نے آدم سے پچاسویں یوبلی پر بُری خبر دی۔ (مزید وضاحت کے لیے میری کتاب ''وقت کے بھید'' کا مطالعہ کریں) لوگوں نے بُری خبر پر یقین کیا اور یوبلی کا نرسنگا پھونکنے سے انکار کیا جو اُن کے وعدہ کی سرزمین میں داخلہ کا اعلان ہوسکتا تھا۔ اور یوں وہ دن یومِ کفارہ میں بدل گیا۔ اِس دن کو خوشی اور چھٹکارہ کا دن ہونا چاہیے تھا، لیکن یہ دن دُکھ، روزے اور وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونے سے انکار کے لیے توبہ کا دن بن گیا۔

اگر اسرائیلی یوبلی کے دن (عبرانی کیلنڈر کے ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو) دُرست فیصلہ کرتے تو وہ پانچ دن کے بعد عیدِ خیام کے پہلے دن وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوتے۔ لیکن اِس کی بجائے خُدا نے اُنھیں بیابان میں چالیس سال گزارنے کی سزا دی۔ بالآخر، وہ فسح کے موقع پر وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوئے (یشوع ۳:۱۷)۔ ایسا اِس لیے ہوا کیوں کہ اسرائیلی مصر سے نکلنے کے بعد ایمان کے فسح کے درجے تک نہ پہنچ پائے۔ اُنھوں نے فسح کو قبول کر لیا، لیکن پینتکست کو مسترد کر دیا اور اب اُن کے اندر ایمان نہیں تھا کہ وہ خیموں کی عید کو پورا کرتے۔

عیدِ خیام ایک ہفتہ پر مشتمل ہوتی۔ اُس وقت کے دوران لوگ درختوں کی ڈالیاں کاٹتے اور اُن سے ''خیمے'' یا ''ڈیرے'' بناتے اور اُن کے اندر رہتے۔ یہ عید دو چیزوں کو ظاہر کرتی۔ اولاً، وہ بیابان میں اپنے اُس وقت کو یاد کریں جب اُنھوں نے اپنے گھر نہ بنائے بلکہ خیموں میں بسیرا کیا۔ ثانیاً، یہ لافانی بدن کی پیشین گوئی تھی جو اُن کو پہنایا گیا جب حتمی طور پر وہ عید نبوتی اور تاریخی اعتبار سے پوری ہوئی۔

پہلی وجہ کے متعلق احبار ۲۳:۴۲ اور ۴۳ میں لکھا ہے،

> ''سات روز تک برابر تم سایبانوں میں رہنا۔ جتنے اسرائیلیوں کی نسل کے ہیں سب کے سب سایبانوں میں رہیں۔ تا کہ تمہاری نسل کو معلوم ہو کہ جب میں بنی اسرائیل کو ملک مصر

سے نکال کر لا رہا تھا تو میں نے اُن کو سایبانوں میں ٹکایا تھا۔ میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔''

اِس سلسلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ مصر سے نکلنے کے بعد پہلا پڑاوٗ اُنھوں نے ''سکّات'' میں کیا، جس کے معنی ''ڈیرا'' ہے(خروج ۱۳:۲۰)۔ اِس لیے موسیٰ کے زمانہ میں ''بیابانی کلیسیا''(اعمال ۷:۳۸) کو کہا گیا کہ وہ گھروں کی بجائے خیموں میں رہیں۔ یہ پینتکست کے زمانہ میں بھی کلیسیا پر اُسی طرح لاگو ہوتا ہے لیکن اِس کے اطلاق کا طریقہ مختلف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ''بیابان میں فرقہ وارانہ حدود قائم نہ کریں؛ اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بیابان میں اپنے سفر کو روک دیں گے اور وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونے سے انکار کردیں گے۔''

جب کلیسیا میں رُوح القدس وقتاً فوقتاً جنبش کرتا ہے، تو اِس کے ساتھ کلامِ مقدس کا کوئی مخصوص مکاشفہ شامل ہوتا ہے اور یہ کلیسیا کی رُوحانی بلوغت اور تعمیر و ترقی کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔ جب رُوح القدس اُٹھ جاتا ہے تو لوگ اُس مکاشفہ کے گرد فرقہ واریت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ بیابانی نخلستان میں گھر بنانے کے مترادف اور وہاں گھر کے وارث ہونے پر متفق ہونا ہے۔ اِس طرح لوگ خُدا کے وعدوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بالکل اِسی طرح کلیسیا نے وعدہ کی سرزمین کی بصارت کو کھو دیا اور عیدِ خیام کو بھلا دیا۔ اور یوں جلالی بدن (جس میں زمین و آسمان شامل ہیں) کی بجائے آسمان اُن کی نئے وعدہ کی سرزمین بن گیا۔

چوتھی صدی عیسوی میں کلیسیا ایک الگ منظّم مذہب بن گئی۔ اور یہ ہمیشہ کی زندگی سے بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا، رومی ایذا رسانی نے اِسے پادریوں اور بشپوں کی درجہ بندی کے ساتھ انتہائی منظّم ہونے سے روک دیا۔ لیکن ایک بار جب ایذا رسانی ختم ہوگئی تو کلیسیا فرقوں میں بٹ گئی اور ایک مذہبی گروہ بن گئی۔

کچھ صدیوں کے بعد پروٹسٹنٹ اصلاح نے درجنوں چھوٹے گروہوں کو جنم دیا۔ جب اُن پر ایذا رسانی کے پہاڑ ٹوٹے تو بڑی حد تک اُنھیں بھی بیابان میں مذہبی ''ڈیرا'' بنانے سے روک دیا گیا۔ لیکن ایک بار جب اُنھوں نے آزادی حاصل کر لی تو وہ بھی فرقہ وارانہ پھندے میں پھنس گئے۔ اُن کا مذہب خُدا کے ساتھ براہِ راست تعلق کا متبادل بن گیا۔ وہ زندہ کلیسیا بننے کی بجائے محض ایک فرقہ بن گئے۔ اُن کی زندگیاں خُدا کے گرد گھومنے کی بجائے اُن کے چرچز، تبرکات اور مذہبی پیشواؤں کی گرد گھومنے لگیں۔ اور نجات خُدا کے ساتھ براہِ راست شخصی تعلق کی بجائے کسی تنظیم میں شامل ہونے کا معاملہ بن گئی۔

فرقہ وارانہ دھڑے اِس طرح منظّم ہو گئے اور اُنھوں نے اپنے طریقوں سے کام کرنا شروع کر دیا لیکن

جب خُدا کے رُوح نے کوئی ''مکاشفہ'' اورالہامی کلام دیا تو لوگ نہ وہ سن سکے اور نہ تبدیل ہو سکے اور نہ ہی پروان چڑھ سکے۔ بیابانی اسرائیل کی طرح جب آگ کا ستون چلتا تو اُس طرح کے لوگ اُس کے ساتھ چلنے سے قاصر رہتے اور وہ اپنے غیر منقولہ دھڑوں سے جڑے رہے۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو جامد کر لیا اور اپنے طریقوں سے بڑھنا شروع کر دیا۔

عیدِ خیام کی دُوسری اہمیت یہ ہے کہ اِس میں لافانی بدن کے لباس کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں (مردہ لکڑیوں اور پتھروں سے بنے) کو چھوڑ کر ایک ہفتہ کے لیے سایبانوں میں رہتے جو درختوں کی زندہ ڈالیوں سے بنے ہوتے۔ پولس ۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱۔۴ میں اِس پر بات کرتا ہے،

> ''کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر جو زمین پر ہے گرایا جائے گا تو ہم کو خُدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملے گی تو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے۔ چناں چہ ہم اِس میں کراہتے ہیں اور بڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں۔ تاکہ ملبس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں۔ کیوں کہ ہم اِس خیمہ میں رہ کر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں۔ اِس لیے نہیں کہ یہ لباس اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ اِس پر اور پہننا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہو جائے۔''

وہ ''خیمہ'' جس میں ہم اب رہتے ہیں وہ فانی بدن ہے جو ہمیں آدم سے وراثت میں ملا۔ پولس اِس کا ذکر بھی لباس کے طور پر کرتا ہے، کیوں جب آدم نے اپنا لافانی بدن کھو دیا تو وہ ''ننگا'' ہو گیا (پیدایش ۳: ۱۰)۔ برہنگی ڈھانپنے کا صرف ایک ہی دُرست طریقہ ہے کہ اُس لافانی بدن کو حاصل کیا جائے جو اُوپر سے ہے۔ یہ عیدِ خیام کی تصویر ہے جہاں لوگ اپنے مُردہ گھروں کو کچھ دیر کے لیے چھوڑتے اور نئے اور زندہ ''خیموں'' میں رہتے۔

وعدہ کی سرزمین جو ہمیں میراث کے طور پر ملنی ہے وہ مشرقِ وسطیٰ میں زمین کا ایک ٹکڑا نہیں ہے۔ اگرچہ زمین ایک اچھی میراث ہے، لیکن یہ سب سے اُتم میراث نہیں۔ زمین پرانے عہد کی میراث ہے۔ زمین کی خاک (انسان) رُوح القدس کی وساطت سے جلالی بدن میں تبدیل ہو جائیں گے، یہ نئے عہد کی میراث ہے جس کا خُدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔ یہ ہماری وعدہ کی سرزمین ہے۔ عبرانیوں کا خط ہمیں بتاتا ہے کہ نئے عہد کی بنیاد ''بہتر وعدوں'' پر ہے (عبرانیوں ۸: ۶)۔

کیا آپ زمین کے ایک ٹکڑے کے وارث بننا چاہیں گے یا ایک لافانی جلالی بدن کے ساتھ خُدا کے فرزند بننا چاہیں گے؟ فیصلہ بہت آسان ہے۔

بائبل کے کچھ علما اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہودیوں کو فلسطین میں بہ طور میراث زمین ملنی ہے، جب کہ مسیحیوں کو آسمانی میراث ملنی ہے۔ کیا اِس کا یہ مطلب ہے کہ پولس رسول اور یسوع مسیح کے تمام یہودی شاگردوں کو اُس میراث سے ادنیٰ میراث ملے گی جسے ہم حاصل کریں گے؟ کیا پولس رسول نے جلالی بدن کے بارے میں تعلیم صرف یہ نتیجہ اَخذ کرنے کے لیے دی کہ یہ میراث کسی اور کے لیے ہے؟ یہ نہایت مضحکہ خیز ہے۔ دراصل، عبرانیوں کا خط عبرانی لوگوں کو لکھا گیا، اور یہ اُنھیں ''بہتر وعدوں'' کو حاصل کرنے کے لیے نئے عہد میں آنے کی تاکید کرتا ہے۔ نیا عہد خود اسرائیل اور یہوداہ کے گھرانے سے مخاطب ہوتا ہے (یرمیاہ ۳۱:۳۱؛ عبرانیوں ۸:۹)۔

ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ یہودیوں کو اُن کی بے ایمانی کی وجہ سے خارج کر کے اُن کو ادنیٰ وعدہ میں شامل کرنے پر آمادہ ہوں، لیکن میں ایسا کرنے کو بالکل تیار نہیں۔ تمام انسانوں اور خُدا کی تخلیق کردہ سب مخلوقات کے لیے اُس کا صرف ایک ہی مقصد ہے، اور جب تک وہ اُس میں کامیاب نہیں ہو جاتا وہ مطمئن نہیں ہوگا۔ اِس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمام انسان جلالی بدن کو حاصل کریں، کیوں کہ میں اِسے ابتدا ہی سے بہ طور خُدا کا الٰہی منصوبہ دیکھتا ہوں۔

باب ٦

دوعہود

فرزندیت کا تصور سب سے پہلے معنی خیز انداز میں اضحاق اور اسمٰعیل کی کہانی میں بیان کیا گیا ہے۔ مسیحیت اور اسلام میں اِس کہانی کی تفصیلات کے بارے میں اختلاف پاتا جاتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر میں مسیحی گھرانے میں پیدا نہ ہوتا تو میں اِس کہانی کے بارے میں اسلامی نکتہ نظر کی حمایت کرتا، لیکن خُدا نے مجھے مسیحی گھرانے میں پیدا کیا۔ بائبل مقدس کے مطالعہ اور زندہ مسیح کے ساتھ براہِ راست تعلق کی وجہ سے مجھے یہ اطمینان حاصل ہوا کہ اِس کہانی کے بارے میں کون سی تاریخی تفصیل دُرست ہے۔

کسی بھی تفصیل میں جائے بغیر میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ اسمٰعیل مصری لونڈی ہاجرہ سے پیدا ہونے والا ابرہام کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اسمٰعیل اُس وقت پیدا ہوا جب اُس کا نام ابرام تھا۔ ابھی تک عبرانی حرف ''ہے'' اُس کے نام میں شامل نہیں کیا گیا تھا، جو رُوح القدس یعنی خُدا کے دم کی موجودگی کی طرف اشارہ تھا۔

جب ابرام ننانوے برس کا تھا تو خُدا نے اُس کا نام تبدیل کر کے ابرہام رکھ دیا (پیدائش ۱۷:۱-۵)۔ اسمٰعیل اُس وقت تیرہ برس کا تھا۔ بائبل کے مطابق، پھر خُدا نے ابرہام کو پہلی مرتبہ یہ کہا کہ آئندہ سال سارہ سے اُس کا ایک بیٹا پیدا ہوگا جو ایک آزاد عورت ہے۔

''مگر چوں کہ اُس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا اِس لیے اُس کے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اِس کی بیوی بچے اور جو کچھ اِس کا ہے سب بیچا جائے اور قرض وصول کر لیا جائے۔'' یوں اضحاق اُس وقت پیدا ہوا جب ابرہام سو برس کا تھا۔ اُس وقت سارہ کی عمر نوے برس تھی۔ یہ دونوں ہی عمر کے اِس حصہ میں نہیں تھے کہ بچہ پیدا کر سکیں۔ (وہ اُس وقت صحت مند تھے اور اُنھوں نے لمبی عمر پائی)

تیرہ برس تک ابرہام یہی سوچتا رہا کہ اسمٰعیل پہلوٹھے کے حق کا وارث ہے۔ پہلوٹھے کا یہ حق آدم سے اُس کی نسل کو منتقل ہوا، اِس میں خُدا کی شبیہ بھی شامل تھی (پیدائش ۱:۲۶)۔ یوں پہلوٹھے کا حتمی وعدہ فرزندیت کا وعدہ تھا۔

لیکن اچانک خُدا نے اُسے بتایا کہ یہ ایسے نہیں ہے، اگر چہ اسمٰعیل کو یقیناً میراث میں حق ملے گا۔ اُسے وراثت سے محروم نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُسے ایک متبادل میراث دی گئی جو فرزندیت سے مختلف تھی۔ اِس میراث کا

تعلق دُنیاوی چیزوں سے تھا خاص طور پر زمین یا علاقہ سے۔ پیدائش ۱۷: ۲۰ میں لکھا ہے،

''اور اسمٰعیل کے حق میں بھی میں نے تیری دُعا سنی۔ دیکھ میں اُسے برکت دُوں گا اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اُسے بڑی قوم بناؤں گا۔''

عہدِ جدید میں پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ایک تاریخی تمثیل کا حصہ ہے، ''بامعنی تاریخ'' کیوں کہ اسمٰعیل ایک لونڈی ہاجرہ سے پیدا ہوا، وہ پرانے عہد کے فرزندوں (پیروکاروں) کو ظاہر کرتا ہے۔ اِس کے برعکس اضحاق ایک آزاد عورت سے پیدا ہوا اِس لیے وہ نئے عہد کے فرزندوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر عہد کی ایک الگ میراث ہے۔ ایک جسمانی یا دُنیاوی ہے اور دُوسری رُوحانی یا آسمانی ہے۔ گلتیوں ۴: ۲۲۔۲۶ میں ہم پڑھتے ہیں،

''یہ لکھا ہے کہ ابرہام کے دو بیٹے تھے۔ ایک لونڈی سے۔ دُوسرا آزاد سے۔ مگر لونڈی کا بیٹا جسمانی طور پر اور آزاد کا بیٹا وعدہ (مافوق الفطرت پیدائش، کیوں کہ سارہ نوے برس کی تھی) کے سبب سے پیدا ہوا۔ اِن باتوں میں تمثیل پائی جاتی ہے اِس لیے یہ عورتیں گویا دو عہد ہیں۔ ایک کوہِ سینا پر کا جس سے غلام ہی پیدا ہوتے ہیں اور وہ ہاجرہ ہے۔ اور ہاجرہ عرب کا کوہِ سینا ہے اور موجودہ یروشلیم اُس کا جواب ہے کیوں کہ وہ اپنے لڑکوں سمیت غلامی میں ہے۔ مگر عالَمِ بالا کی یروشلیم آزاد ہے اور وہی ہماری ماں ہے۔''

گلتیوں کی کتاب میں پولس واضح کر رہا تھا کہ پرانا عہد غلامی اور قید کا سبب بنا، جب کہ نئے عہد نے آزادی دی۔ دراصل، پرانا عہد اُن لوگوں کو برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے جو فرمان بردار ہیں۔ نیا عہد اُن لوگوں کو برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے جو مکمل طور پر یسوع مسیح کی راست بازی پر بھروسا کرتے ہیں۔

آئیں اِس بات کی وضاحت کرتے ہیں۔ پولس رسول ہمیں رومیوں ۵: ۱۲ میں بتاتا ہے،

''پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دُنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اِس لیے کہ سب نے گناہ کیا۔''

رومیوں پانچویں باب میں پولس رسول ہمیں بتا رہا تھا کہ گناہ آدم کے ذریعے دُنیا میں داخل ہوا اور آدم کے گناہ نے سب آدمیوں کو ناپاک کر دیا۔ دُوسرے لفظوں میں ہر ایک کو آدم کے گناہ کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، کیوں

کہ اُس کے گناہ نے سب آدمیوں کو ناپاک کر دیا۔ ہم اُس وقت موجود نہیں تھے جب آدم نے گناہ کیا، لیکن ہم اُس کے گناہ کا کفارہ ایسے ادا کر رہے ہیں جیسے ہم نے آدم میں گناہ کیا۔

یوں ہم سب فانی ہیں۔ یہ موت ہمارے اندر ایک بیماری ہے جو ہمیں اخلاقی طور پر کمزور کر دیتی ہے۔ اِسی وجہ سے پولس رسول نے رومیوں ۵:۱۲ میں کہا، ''موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اِس لیے کہ سب نے گناہ کیا۔'' کوئی بھی انسان بے گناہ نہیں ہے، کیوں کہ سب فانی ہیں۔ ہم گناہ کرتے ہیں کیوں کہ ہم فانی ہیں۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہم اچانک فانی نہیں بن جاتے۔

پرانا اور نیا عہد نامہ انسان کے اِس بنیادی مسئلہ پر دو مختلف طرح سے بات کرتا ہے۔ پرانے عہد کے مطابق اگر انسان فرمانبردار رہتا ہے تو اُس کے ساتھ زندگی اور برکت کا وعدہ ہے۔ یہ برکات فرمان برداری سے مشروط ہیں، جیسے ہم خروج ۱۹:۵ میں پڑھتے ہیں، ''سو اب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے کیوں کہ ساری زمین میری ہے۔''

پرانے عہد کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ فانی انسان مکمل فرمان برداری کے قابل نہیں ہے۔ پرانے عہد کی شرائط انسان کے کاملیت تک پہنچنے کی استطاعت سے دُور ہیں، اگر چہ انسان کے اعمال کو بیرونی قوانین کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ اگر چہ کچھ لوگ اپنے لیے نظم وضبط قائم کر کے نیکی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن اگر آج انسان کمال تک بھی پہنچ جائے تو یہ اُس کے موروثی گناہوں کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے ماضی کے تمام متاثرین کو معاوضہ ادا کرنے کے قابل ہو سکتا ہے، جن کو اُس نے ناجائز طور پر تکلیف پہنچائی، لیکن وہ خُدا کو کیسے معاوضہ ادا کر سکتا ہے، جو کہتا ہے، ''کیوں گناہ کی مزدوری موت ہے'' (رومیوں ۶:۲۳)۔

یہ پرانے عہد کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ یہ انسان کے خُدا کے سامنے صحیح حیثیت میں آنے کے لیے کچھ کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ یوں یہ اعمال کا عہد ہے، یہ انسانی کوشش اور ضبطِ نفس پر زور دیتا ہے، لیکن یہ انسان کو اِس قابل نہیں بناتا کہ وہ اُن کو پورا کر سکے۔

اِس عہد کی یہی بات انسان کو غلامی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ مخلص شخص اپنی پوری زندگی اپنے آپ کو غلامی میں پاتا ہے، وہ خُدا کے وعدوں کا وارث بننے کے لیے اچھا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ یوں یا تو اُسے اپنی قابلیت کے مطابق خُدا کے معیار کو کم کرنا ہو گا یا اُس کا گناہ گار ضمیر اُسے پوری زندگی اذیت دیتا رہے گا۔

نیا عہد اِس سے مختلف ہے۔ ہم اِس فرق کو ساتویں باب میں دیکھیں گے۔

باب ۷

نیا عہد

نئے عہد کی وضاحت سب سے پہلے یرمیاہ نبی نے کی، جس نے یرمیاہ۳۱: ۳۱۔۳۳ میں لکھا،

''دیکھ وہ دن آتے ہیں خُداوند فرماتا ہے جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔ اُس عہد کے مطابق نہیں جو میں نے اُن کے باپ دادا سے کیا جب میں نے اُن کی دست گیری کی تاکہ اُن کو ملکِ مصر سے نکال لاؤں اور اُنھوں نے میرے اُس عہد کو توڑا اگرچہ میں اُن کا مالک تھا خُداوند فرماتا ہے۔ بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں اُن دِنوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا۔ خُداوند فرماتا ہے میں اپنی شریعت اُن کے باطن میں رکھوں گا اور اُن کے دل پر اُسے لکھوں گا اور میں اُن کا خُدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے۔''

یہاں دونوں عہود کے درمیان دو بنیادی فرق بیان کیے گئے ہیں۔ اولاً، نیا عہد ایک غیر مشروط عہد ہے، کیوں کہ اِس کے لیے ''اگر'' کی کوئی شق نہیں۔ یہ ایک ایسا عہد ہے جس میں خُدا وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہمارے اندر کام کرے گا، بجائے اِس کہ، اِس عہد کو انسانی کاموں یا کوششوں سے مشروط کیا جائے۔

ثانیاً، نئے عہد کی بنیاد ایک باطنی کام پر ہے جو خُدا کرے گا، کیوں کہ شریعت اب ظاہری پتھر کی تختیوں پر نہیں لکھی جائے گی بلکہ باطن میں دل پر لکھی جائے گی۔ اب شریعت کسی انسان پر ضبطِ نفس کے ذریعے مسلط نہیں کی جائے گی، بلکہ یہ رُوح القدس کے ذریعے پوری ہو گی۔ وہ ہم سے کلام کرتا ہے اور اپنے رُوح سے ہماری راہنمائی کرتا ہے، بالکل اُسی طرح جیسے اُس نے موسیٰ کے ماتحت بیابان میں بنی اسرائیل کی بادل کے ستون اور آگ کے ستون میں راہنمائی کی۔

یہ دو عہود علامتی طور پر اضحاق اور اسمٰعیل کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ پرانے عہد کے فرزند غلام ہیں اور وہ فرمان برداری کے ذریعے اپنی کاوش سے کامل بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے خلوص اور وفاداری پر کوئی سوال نہیں اُٹھایا جاسکتا وہ قابلِ تعریف ہو سکتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے ناقابل بیان ذہنی قوت کو حاصل کیا اور وہ پاؤں جلائے بغیر گرم کوئلوں پر چل سکتے ہیں۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ یقیناً ایک راست باز خُدا کے

شرعی تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام ہوں گے۔

دُوسری طرف، نئے عہد کے فرزند اضحاق کی طرح ایک آزاد عورت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اِس عہد میں ساری ذمہ داری خُدا کے کندھوں پر ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو راست باز بنائے۔ یہ عیدِ فسح کی تکمیل کے ذریعے کیا گیا جب یسوع مسیح نے صلیب پر اپنی جان دینے کے وسیلہ ہمارے گناہ کا کفارہ ادا کیا۔ اور اِس وقت جب ہم زندگی کے بیابانی سفر میں ہیں تو ہمارے پاس ایک دُوسری عید ہے جسے پینٹکسٹ کہتے ہیں جس میں خُدا اپنی شریعت ہمارے دلوں پر لکھ رہا ہے۔

مسیحی وہ لوگ ہیں جن کا خُدا کے ساتھ تعلق نئے عہد کی فراہمی کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ جب وہ گناہ کے لیے یسوع مسیح کی قربانی کو قبول کرتے ہیں، تو خُدا مسیح کی راست بازی اُن سے منسوب کرتا ہے، جیسے وہ پہلے سے ہی کامل ہو چکے تھے۔ یوں وہ غلام آدمی کی بجائے بہ طور آزاد آدمی بیابان (پینٹکسٹ) سے سفر کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت تک مسیح کی راست بازی اُن سے منسوب رہے گی، جب تک وہ عیدِ خیام کی تکمیل پر حقیقتاً راست باز نہیں بن جاتے۔

اِس طرح فرزندیت کا راستہ تین مراحل پر مشتمل ہے جو اِن تین عیدوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

پرانے اور نئے عہد میں ایک اور فرق یہ ہے کہ یہ دونوں ایک مخصوص نشان سے منسلک ہیں۔ پرانے عہد کا نشان جسمانی ختنہ ہے، جیسا یہ سب سے پہلے ابرہام کے لیے پیدائش ۱۷:۱۱ میں قائم کیا گیا۔ نئے عہد کا نشان دل کا ختنہ ہے۔

دل کا ختنہ سب سے پہلے عہدِ عتیق میں موسیٰ نے بیان کیا، جس نے استثنا ۳۰:۶ میں کہا،

''اور خُداوند تیرا خُدا تیرے اور تیری اولاد کے دل کا ختنہ کرے گا تا کہ تو خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھے اور جیتا رہے۔''

موسیٰ نے دل کے ختنہ کو ایک ایسی چیز کے طور پر دیکھا جو خُدا خود ہمارے اندر کرے گا۔ کوئی بھی انسان اپنے دل کا ختنہ نہیں کر سکتا۔ اِس وجہ سے یہ نئے عہد سے منسلک ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو خُدا ہمارے اندر کرتا ہے، بجائے اِس کہ انسان اپنے کاموں یا ضبطِ نفس سے اِسے کرنے کی کوشش کرے۔

اور یوں ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل اسمٰعیل اور اضحاق کو بہ طور دو عہدوں کی نظیر بیان کرتی ہے، راست بازی کو حاصل کرنے کے دو طریقے دو مختلف میراثوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو اسمٰعیل کے طریقہ پر

چلتے ہیں قطعِ نظر اِس بات کے کہ وہ کون ہیں اور اُن کا تعلق کس نسل سے ہے وہ پرانے عہد کے لوگ ہیں۔ اور وہ لوگ جو اضحاق کے طریقہ پر چلتے ہیں وہ نئے عہد کے ہیں۔

اگر چہ یہ کوئی نسلی بیان نہیں ہے، تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ اسمٰعیل کی جسمانی نسل ایک مذہب کی صورت میں آئی جسے اسلام کہا جاتا ہے، جو اپنے نام سے ہی فرمانبرداری کو ظاہر کرتا ہے اور اِس طرح بالکل دُرست طور پر پرانے عہد کو بیان کرتا ہے۔

لیکن گلتیوں ۴ میں پولس نے یروشلیم کے زمینی شہر کو ہاجرہ اور اُس کے بچوں کی یہودیت کے پیروکاروں کے ساتھ بھی شناخت کی ہے۔ یہودیت نے خود کو پرانے عہد کا پابند کیا اور نئے عہد کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اِس طرح قانونی لحاظ سے یہودی "اسمٰعیلی" ہیں، کیوں کہ وہ اپنی "ماں" (ہاجرہ) کو یروشلیم سمجھتے ہیں۔

پرانا عہد خُدا کے فرزندوں کو پیدا کرنے کے قابل نہیں، اور نہ ہی یہودیت اور نہ ہی ہاجرہ کی نسل خُدا کے بیٹوں کی میراث حاصل کرنے کے قابل ہیں۔ اُن کی میراث زمینی ہے اور وہ زیادہ تر مادی زمین سے تعلق رکھتے ہیں، بجائے جلالی بدن کے جو سب سے بڑی "زمینی" میراث ہے۔

باب ۸

خیموں کی عید

اسرائیل کی عیدوں کے دن وہ دن ہیں جو اُن کے مصر سے کوہِ سینا کے راستے وعدہ کی سرزمین کے سفر کے تاریخی واقعات کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔ یہ دن شخصی طور پر ہماری رُوحانی نشوونما میں راست بازی سے تقدیس اور پھر جلالی بدن کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔

لیکن یہ دن مستقبل میں تاریخی واقعات کی بھی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ فسح نے یسوع کی صلیبی موت کی پیشین گوئی کی، یہ اُس وقت پوری ہوئی جب ہر کوئی اپنی فسح کی تیاری کے لیے اپنے برّوں کو ذبح کر رہا تھا۔ تقریباً سات ہفتوں کے بعد اعمال دُوسرے باب کے واقعات نے تاریخی طور پر عید پینتکست کو پورا کر دیا۔ اب ہم حتمی عید کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں جسے ''خیموں کی عید'' کہتے ہیں۔

یہودی لمبے عرصے سے اسرائیلی سفر کی یادگار پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ آج کلیسیا میں بہت سے لوگ اِس کے شخصی اطلاق پر غور کرتے ہیں۔ بہت تھوڑے لوگ اِس بات کو سمجھتے ہیں کہ عیدِ خیام کا پورا ہونا ابھی باقی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ اِس عید کی تاریخی تکمیل کے بھی انکاری ہیں، اُن کے خیال میں یہ محض شخصی اور باطنی طور پر ہوگی۔ لیکن اگر پہلی دو عیدوں کی تاریخی تکمیل ہوئی تو پھر تیسری کی کیوں نہیں ہوسکتی؟ ہمیں لازماً با اصول ہونا چاہیے۔

عیدِ خیام نرسنگوں کی عید اور یومِ کفارہ (یوبلی) کے بعد آتی تھی۔ نرسنگوں کی عید، عیدِ خیام سے دو ہفتے پہلے آتی۔ یہودی حلقوں میں اِس دن کو ''بیداری کی آواز کا دن'' کہا جاتا تھا، اور اِسے بہ طور مُردوں کے جی اُٹھنے کی پیشین گوئی کے طور پر جانا جاتا۔ اِس لیے پولس رسول ا۔تھسلنیکیوں ۴:۱۶ میں لکھتا ہے، ''پہلے تو وہ جو مسیح میں مُوئے جی اُٹھیں گے۔'' وہ دوبارہ ہمیں ا۔کرنتھیوں ۵۲:۱۵ میں بتاتا ہے، ''کیوں کہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مُردے غیر فانی حالت میں اُٹھیں گے۔''

پولس کہتا ہے کہ مُردوں کے جی اُٹھنے کے بعد ہی ''بادلوں پر اُٹھایا'' (Harpazo) جانا ہوگا۔ جب کہ بہت سے مسیحی لفظ ''Harpazo'' کو ''کلیسیا کے اُٹھائے جانے'' کے طور پر دیکھتے ہیں، درحقیقت، یہ عیدِ خیام کی تکمیل کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اِسے عام طور پر بہت غلط سمجھا گیا، کیوں کہ بائبل کے اُستاد شاذ و نادر

ہی لفظ ''Harpazo'' کی وضاحت نبوتی عید کے طور پر کرتے ہیں۔ کلیسیا کے اُٹھائے جانے (Rapture) کی تعلیم انیسویں صدی میں اُن لوگوں کے وسیلے پروان چڑھی جو عیدِ خیام کے بارے میں بہت کم یا بالکل بھی نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا اُنھوں نے غلطی سے تمام واقعات کو مسیح کی آمدِ ثانی کے واحد لمحہ کے چوگرد جمع کر دیا۔

جب ہم عید کے دنوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اِس بات کو سمجھتے ہیں کہ پولس نے بھی اُن کا مطالعہ کیا، ہم اُس کی رائے ا۔تھسلنیکیوں ۴:۱۴۔۱۷ میں دیکھ سکتے ہیں، جس کا مقصد اُن واقعات کی ترتیب بتانا تھا۔ وہ تمام واقعات ایک ہی دن یا لمحہ میں واقع نہیں ہوں گے۔ مُردوں کا جی اُٹھنا پہلے ہوگا، کیوں کہ یہ نرسنگوں کی عید پر ہو گا۔ دو ہفتوں کے بعد غالب آنے والوں کی ماہیت عیدِ خیام کے پہلے دن فانی سے غیر فانی میں تبدیل ہو جائے گی۔

خیموں کی عید سات دنوں پر مشتمل ہوتی (احبار ۲۳:۳۴)، آٹھویں دن مقدس مجمع ہوتا (احبار ۲۳:۳۶)، اِس کی وجہ یہ ہے کیوں کہ شریعت کے مطابق لاش کو چھونے کے بعد کسی بھی شخص کو پاک ہونے میں سات دن لگتے (گنتی ۱۹:۱۱)، اور وہ آٹھویں دن ہیکل میں آ سکتا تھا۔ بہ طور فانی بشر، ہم مسلسل مُردہ جسم کو چھوتے رہتے ہیں، اور جب ہمیں عیدِ خیام پر غیر فانی حالت میں لایا جاتا ہے، تو تب بھی عیدِ خیام کے آٹھویں دن خُدا کی حضوری میں قانونی طور پر جانے کے لیے سات دنوں کی صفائی کی ضرورت ہوگی۔

مزید برآں، غالب آنے والے جو پہلی قیامت میں شریک ہوں گے وہ ''خُدا اور مسیح کے کاہن ہوں گے'' (مکاشفہ ۲۰:۶)۔ کہانت کے قوانین کے مطابق، ہم غور کرتے ہیں کہ کاہنوں کی تخصیص سات دنوں میں ہوتی تھی (احبار ۸:۳۳) اور آٹھویں دن وہ خُدا کی خدمت کرنے کے اہل ہوتے (احبار ۹:۱)۔ یوں، خیموں کی عید کو غالب آنے والوں کے لیے کہانتی تخصیص کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں، دل کے ختنہ کے متعلق بھی یہ خروج ۲۲:۲۹۔۳۱ کی پیروی کرتا ہے،

> ''۔۔۔اپنے بیٹوں میں سے پہلوٹھے کو مجھے دینا۔ اپنی گایوں اور بھیڑوں سے بھی ایسا ہی کرنا۔ سات دن تک تو بچہ اپنی ماں کے ساتھ رہے۔ آٹھویں دن تو اُسے مجھ کو دینا۔''

خُدا کے فرزند عیدِ خیام کے پہلے دن پیدا (ظاہر) ہوتے ہیں اور پھر آٹھویں دن اُن کے دل کا ختنہ کرایا جائے گا۔ آٹھویں دن خُدا کے سامنے پیش ہونے کے لیے خُدا کے فرزندوں کے لیے یہ ایک الٰہی تقاضا ہے۔

صد افسوس! اِس الٰہی قانون کو ایک لمبے عرصہ تک نظر انداز اور فراموش کیا گیا۔ یہ نبوت اور مکاشفہ کے لیے ایک گنجینہء گراں ہے۔ شریعت محض اخلاقیات کا مجموعہ نہیں ہے؛ یہ نہ صرف مسیح کی پہلی آمد کے لیے بلکہ اُس کی آمد ثانی کے لیے بھی الہامی ہے۔

یوں یہ ہمیں فرزیت کے قانون کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ خُدا کے فرزند کیسے اور کیوں زمین پر ظاہر ہوں گے۔

باب ۹

کہانت

غالب آنے والے جو پہلی قیامت میں جی اُٹھے ''خُدا اور مسیح کے کاہن'' کہلاتے ہیں۔ بائبل مقدس میں دو قسم کی کہانتیں ہیں: لاوی (ہارون) اور ملک ِصدق۔ بنی لاوی کی کہانت کو پرانے عہد کے قوانین کو سرانجام دینے کے لیے چنا گیا؛ ملک ِصدق کی کہانت کو نئے عہد کے قوانین کو سرانجام دینے کے لیے چنا گیا۔

اِن دونوں کے درمیان بڑا عجیب تقابل ہے۔ لاوی شمعون کے ساتھ ظالم اور غضب ناک تھا (پیدائش ۴۹: ۵۔۷)، جو یعقوب کی لعنت کے تحت تھا۔ یہ لعنت آخرکار اُن کے ساتھ اُس وقت تک رہے گی جب یہ کہانت یسوع مسیح کو اپنی آخری قربانی پیش کرے گی۔ جی ہاں، اُنھیں ایسا کرنے کے لیے بلایا گیا تھا، لیکن اِس کے باوجود وہ اپنے دل کے رویہ کی وجہ سے سزا کے مستوجب ہوں گے جو اُنھوں نے اختیار کیا۔ اُس وقت لاوی ملک ِصدق میں تبدیل ہو جائیں گے جیسے نیا عہد پرانے عہد کی جگہ لے لے گا۔

یوں خُدا کے فرزند ملک ِصدق کی نسبت سے خُدا کے کاہن ہیں، نہ کہ لاوی کی نسبت سے۔ ملک ِصدق لاوی کے برعکس سالم (امن کا بادشاہ) کا بادشاہ تھا، اور وہ (لاوی) ظالم اور غضب ناک تھا۔

ملک ِصدق کی بلاہٹ اُس کے نسب نامہ سے منسوب نہیں (عبرانیوں ۷: ۶)۔ اِس کے برعکس بنی لاوی کے کاہنوں کے لیے ہارون کی نسل اور لاوی کے قبیلہ سے ہونا لازمی تھا۔ یسوع اور داؤد دونوں لاوی کی بجائے یہوداہ کے قبیلہ سے تھے۔ یوں وہ ملک ِصدق کے کاہنوں کے طور پر خُدا کی خدمت کرتے تھے (زبور ۱۱۰: ۴؛ عبرانیوں ۷: ۱۷)۔ اُن کی طرح غالب آنے والے جو ہر قبیلہ اور اُمت اور اہل زبان اور قوم سے ہوں گے وہ بھی لاوی کی نسل سے نہیں ہوں گے۔

کاہنوں کی سب سے کلیدی خوبی یہ تھی کہ اُن کی ملک میں کوئی میراث نہیں تھی، جیسا ہم گنتی ۱۸: ۲۰ میں پڑھتے ہیں،

> ''اور خُداوند نے ہارون سے کہا کہ اُن کے ملک میں تجھے کوئی میراث نہیں ملے گی اور نہ اُن کے درمیان تیرا کوئی حصہ ہوگا کیوں کہ بنی اسرائیل میں تیرا حصہ اور تیری میراث میں ہوں۔''

خُدا کا وارث ہونا خُدا کے بیٹے کے طور پر جلالی بدن کا وارث ہونا ہے۔ بہ طور فرزند، یہ وہ کاہن ہیں جن کو خُدا کی طرف سے ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ اُس کی اور لوگوں کی خدمت کریں۔ خُدا کے تحت کہانت کی ذمہ داری تھی کہ وہ خُدا اور آدمیوں کے درمیان شفاعت کرے۔ لاوی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام ہوا اور اُس کی جگہ ملکِ صدق نے لے لی۔ اِس کا واضح مطلب ہے کہ ملکِ صدق نے اب اُن تمام ذمہ داریوں کو لے لیا جو پہلے لاوی کو دی گئی تھیں۔ اِن ذمہ داریوں میں خون کی قربانیاں شامل نہیں ہیں، کیوں کہ اُن کے پاس یسوع مسیح خُدا کے برّہ کی ''بہتر'' قربانی موجود ہے۔ اُن کے پاس نئے یروشلیم میں ایک نئی ہیکل اور ایک نیا صیون ہے جیسا عبرانیوں کے خط میں ہمیں بتایا گیا ہے۔ تاہم، گنتی ۱۸: ۳۰ کی شرط ابھی بھی قائم ہے، دُوسرے ایمان داروں کے برعکس خُدا اُن کی میراث ہے، جن کو زمین پر میراث دی جائے گی جب حلیم زمین کے وارث ہوں گے۔

لاوی سے ملکِ صدق کی تبدیلی کا اشارہ عیلی کی کہانی میں پیش کیا گیا ہے کہ کس طرح سلیمان کے زمانہ میں اُس کے سلسلہِ نسب کو صدوق سے بدل دیا گیا۔ اگرچہ صدوق ابھی تک بنی لاوی کا کاہن تھا، جس کے نام کا مطلب ''راست بازی'' ہے، اور وہ ملکِ صدق (صدوق) جس کے نام کا مطلب ''راست بازی کا بادشاہ'' ہے، اُس کا حصہ ہے (عبرانیوں ۷: ۲)۔ کیوں کہ یہ تبدیلی پرانے عہد کے وقتوں میں کی گئی، خُدا نے ایک لاوی کاہن صدوق کو بہ طور ملکِ صدق کی ترتیب استعمال کیا۔

یہ تبدیلی سلیمان کے دنوں میں کی گئی جس کے نام کا مطلب ''امن کا شہزادہ'' ہے، یہ تبدیلی یسوع مسیح کے دنوں میں حقیقی تبدیلی کے بارے میں بات کرتی ہے جو اصل میں امن کا شہزادہ ہے۔ کہانت میں تبدیلی کی یہ کہانی ا۔سموئیل ۲: ۲۷۔۳۶ میں شروع ہوتی ہے۔ کیوں کہ عیلی کے بیٹے بگڑ گئے، وہ خُدا کے حضور پیش کی جانے والی قربانیوں میں بددیانتی کرتے اور خیمہِ اجتماع کے دروازہ پر خدمت کرنے والی عورتوں سے ہم آغوشی کرتے، خُدا نے عیلی کے پاس ایک نبی بھیجا اور ۳۰ اور ۳۵ آیات میں اُسے کہا،

> ''۔۔۔ تیرا گھرانا اور تیرے باپ کا گھرانا ہمیشہ میرے حضور چلے گا پر اب خُداوند فرماتا ہے کہ یہ بات مجھ سے دُور ہو کیوں کہ وہ جو میری عزت کرتے ہیں میں اُن کی عزت کروں گا پر وہ جو میری تحقیر کرتے ہیں بے قدر ہوں گے۔''

> ''اور میں اپنے لیے ایک وفادار کاہن برپا کروں گا جو سب کچھ میری مرضی اور منشا کے

مطابق کرے گا اور میں اُس کے لیے ایک پائیدار گھر بناؤں گا اور وہ ہمیشہ میرے ممسوح کے آگے آگے چلے گا۔“

عیلی کی جگہ الیعزر کو دے دی گئی (ا۔سموئیل ۷:۱)، جسے ابی یاتر کی جگہ قائم کیا گیا۔ سلیمان نے ابی یاتر کو تبدیل کیا۔ یقیناً یہ یسوع مسیح اور ملکِ صدق کی پیشین گوئی تھی جس نے لاوی کے پرانے سلسلہ کی جگہ لے لی۔ لیکن صدوق بہ طور سردار کاہن مسیح کی مثل تھا۔ ا۔سلاطین ۲: ۲۷، ۲۸ میں لکھا ہے،

”سو سلیمان نے ابیاتر کو خُداوند کے کاہن کے عہدہ سے برطرف کیا تاکہ وہ خُداوند کے اُس قول کو پورا کرے جو اُس نے سیلا میں عیلی کے گھرانے کے حق میں کہا تھا۔“

حزقی ایل نبی اپنی کتاب کے چوالیسویں باب میں اِس تبدیلی پر بات کرتے ہوئے، اِسے پیشین گوئی کے طور پر آنے والے خیموں کے دور میں کہانت کی دو اقسام سے جوڑتا ہے۔ حزقی ایل ۴۴: ۱۰۔۱۴ میں نبی عیلی کی کہانت کے بارے میں بات کرتے ہوئے گمراہ کہانت کو پیش کرتا ہے:

”اور بنی لاوی جو مجھ سے دُور ہو گئے جب اسرائیل گمراہ ہوا کیوں کہ وہ اپنے بتوں کی پیروی کر کے مجھ سے گمراہ ہوئے۔ وہ بھی اپنی بدکرداری کی سزا پائیں گے۔ تو بھی وہ میرے مَقدِس میں خادم ہوں گے اور میرے گھر کے پھاٹکوں پر نگہبانی کریں گے اور میرے گھر میں خدمت گزاری کریں گے ۔۔۔ اور وہ میرے نزدیک نہ آسکیں گے کہ میرے حضور کہانت کریں۔۔۔“

یہ ایک انوکھی بات ہے کہ خُدا بدعنوان کاہنوں کو ہیکل کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کی اجازت دے گا۔ تاہم، یہ خیال کیا جاتا ہے اِس طرح کے بدعنوان کاہنوں نے توبہ کر لی۔ لیکن منفی پہلو یہ ہے کہ وہ براہِ راست خُدا کی خدمت کرنے کے لیے نااہل قرار دیے گئے ہیں۔ ہیکل کی پرستش کے تناظر میں وہ پاک مقام (آسمان) میں خُدا تک رسائی نہیں رکھ سکیں گے، لیکن وہ بیرونی احاطہ (زمینی دائرہِ اختیار) میں خدمت کرنے تک محدود رہیں گے۔ دُوسرے لفظوں میں وہ مسیحی راست باز یہاں تک کہ کاہن بھی ہوں گے، لیکن وہ فسح یا پینتکست کے تجربات سے گزرنے سے قاصر ہوں گے۔ اُنھوں نے شریعت کو اپنے دلوں پر لکھنے کی اجازت نہ دی جو پینتکست کا مقصد تھا۔ وہ وعدوں کو حاصل نہ کر سکے، کیوں کہ اُن کے پاس عیدِ خیام کی رُویا نہیں تھی اور نہ ہی وہ اِس بات سے شناسا تھے کہ جلالی بدن کے ساتھ وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونے کا کیا مطلب ہے۔ ہم

۱۵۔۱۹آیات میں پڑھتے ہیں،

"لیکن لاوی کاہن یعنی بنی صدوق جو میرے مَقدِس کی حفاظت کرتے تھے جب بنی اسرائیل مجھ سے گمراہ ہو گئے میری خدمت کے لیے میرے نزدیک آئیں گے اور میرے حضور کھڑے رہیں گے تاکہ میرے حضور چربی اور لہو گذرانیں خُداوند فرماتا ہے۔ وہی میرے مَقدِس میں داخل ہوں گے اور وہی خدمت کے لیے میری میز کے پاس آئیں گے اور میرے امانت دار ہوں گے۔"

بائبل کے علما اکثر اِن آیات کو ظاہری طور پر لیتے ہیں، اُن کا خیال ہے کہ خُدا یروشلیم میں پہاڑ پر ایک اور ہیکل کو تعمیر کرنے والا ہے، جس میں لاوی بھی ہوں گے اور وہاں قربانیاں بھی ادا کی جائیں گی۔ وہ کہتے ہیں کہ فضل کا دور بہت جلد مکمل ہو جائے گا اور ہم ایک بار پھر جانوروں کی قربانیوں کے تحت آ جائیں گے۔ میرے نزدیک یہ سراسر کفر ہے۔ گویا اُنھوں نے عبرانیوں کے خط کو نہیں پڑھا۔ بکروں اور بچھڑوں کا خون کبھی بھی گناہ کو دُور نہیں کر سکتا۔ "لیکن ہم ہٹنے والے نہیں کہ ہلاک ہوں بلکہ ایمان رکھنے والے ہیں کہ جان بچائیں" (عبرانیوں ۱۰:۳۹)۔

حزقی ایل کی پیشین گوئی پرانے عہد کے تناظر میں پیش کی گئی وہ آنے والی چیزوں کا عکس تھی۔ لیکن ہم اُس کی تشریح نئے عہد نامہ کے تناظر میں کر رہے ہیں۔ یہ کہانت اصل میں صدوق کی نسل سے نہیں کیوں کہ صدوق خود لاوی تھا، اِس لیے بالآخر وہ اپنے آپ کو یعقوب کی لعنت سے جدا نہیں کر سکتا تھا۔

ہم نہ ہی یہ خیال کر سکتے ہیں کہ یسوع کا لہو جانوروں کی قربانیوں کی تجدید کے لیے ایک طرف کر دیا جائے گا، نہ ہی نیا یروشلیم پرانے یروشلیم میں تبدیل ہو جائے گا اور نہ ہی زندہ مَقدِس (افسیوں ۲:۱۲) یروشلیم میں بننے والے مُردہ مَقدِس سے تبدیل ہو جائے گا۔ میں اِس تبدیلی کی الٰہیات پر کسی صورت بھی یقین نہیں کروں گا۔ پرانا عہد نئے عہد میں تبدیل ہو چکا ہے۔ میں یہ بالکل یقین نہیں کرتا کہ نیا عہد مستقبل میں پرانے عہد میں تبدیل ہو جائے گا۔

اگر چہ حزقی ایل چوالیسواں باب عیلی اور صدوق کی کہانی کو پیشین گوئی کے پس منظر کے طور پر استعمال کرتا ہے، یہ حقیقت میں خیموں کے زمانہ میں نئے عہد کی کہانت کے متعلق ہے جو بہت جلد آنے والی ہے۔ پچھلے ۲۰۰۰ سالوں میں مسیحی کہانت پینتکست کے تحت رہی، خمیری روٹیوں کی عید جو عیلی کی کہانت کی طرح

خراب ہوگئی۔ اگر چہ اُن میں سے بہت سے قربانیوں میں خیانت کرتے اور خیمہ کے دروازہ کی خدمت کرنے والی عورتوں سے ہم آغوشی کرتے، لیکن وہ یسوع مسیح پر بھی حقیقی ایمان رکھتے تھے۔ سلامتی کے شہزادے کے دور میں، اُنھیں بیرونی احاطہ (جو جسمانی بدن ہے) میں خدمت کرنے کی اجازت ہو گی۔ لیکن اُنھیں آسمان پر پاک ترین مقام میں خُدا کی خدمت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ بالفاظ دیگر، وہ اُس جلالی بدن سے جو مسیح نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد حاصل کیا محروم رہیں گے جو آسمان اور زمین پر آ جا سکتا ہے۔

حزقی ایل اِس بدن کو ۴۴: ۱۷۔۱۹ میں بیان کرتا ہے، وہ اُسے پرانے عہد کے تناظر میں بیان کرتا ہے، لیکن وہ نئے عہد نامہ کی چیزوں کی پیشین گوئی کرتا ہے:

''اور یوں ہوگا کہ جس وقت وہ اندرونی صحن کے پھاٹکوں سے داخل ہوں گے تو کتانی پوشاک سے ملبس ہوں گے اور جب تک اندرونی صحن کے پھاٹکوں کے درمیان اور مسکن میں خدمت کریں گے کوئی اُونی چیز نہ پہنیں گے۔''

کتان پودوں سے بنایا جاتا تھا؛ اُون جانوروں سے حاصل کی جاتی۔ مکاشفہ ۱۹: ۸ میں لکھا ہے، ''صاف مہین کتانی کپڑے سے مُقدس لوگوں کی راست بازی (صدوق) کے کام مراد ہیں۔'' کتان رُوحانی بدن کو ظاہر کرتا ہے جب کہ اُون جسمانی بدن کو ظاہر کرتا ہے۔

اِس طرح جب اُن ''خُدا اور مسیح کے کاہنوں'' کو جلالی بدن دیئے جائیں گے جیسا مسیح کے پاس تھا تو وہ آسمان اور زمین پر آ جا سکیں گے، وہ اپنے ''کتانی'' لباس میں خُدا کی خدمت کریں گے اور پھر واپس زمین پر آ کر ''اُونی'' لباس پہن کر بیرونی صحن میں لوگوں کی خدمت کریں گے۔

''اور جب بیرونی صحن میں یعنی عوام کے بیرونی صحن (لوگوں کا دُنیاوی دائرہِ اثر) میں نکل آئیں تو اپنی خدمت کی پوشاک (کتان، رُوحانی بدن) اُتار کر مقدس حجروں میں رکھیں گے اور دُوسری پوشاک (اُون، جسمانی بدن) پہنیں گے تا کہ اپنے لباس سے عوام کی تقدیس نہ کریں۔''

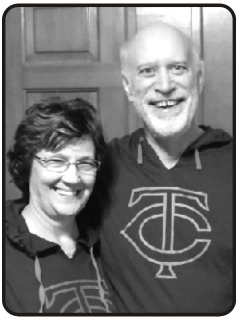
یہی وجہ ہے کہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد، ہمیشہ اپنے شاگردوں کو ''گوشت اور ہڈی'' والے بدن میں نظر آیا (لوقا ۲۴: ۳۹)۔ دراصل، اُس نے اپنے شاگردوں کو قائل کرنے کے لیے کہ وہ رُوح نہیں ہے لوقا کی انجیل کے چوبیسویں باب میں بیشتر وقت اُس کے ساتھ گزارا اور اُن کو نظر آیا۔ یہاں تک کہ اُس

نے یہ بات ثابت کرنے کے لیے اُن کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ اُس نے ایسا کیوں کیا؟ تاکہ وہ ہم پر جلالی بدن کو ظاہر کر سکے۔ یہ بدن خُدا کے فرزندوں کی میراث ہے۔ اُنھیں اِس لباس کو تبدیل کرنے کے قابل ہونا پڑے گا، کیوں کہ حزقی ایل ۴۴: ۱۹ کے مطابق کتانی لباس کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرنا غیر شرعی ہے، یعنی رُوح میں۔ اِسی وجہ سے یسوع بہ طور رُوح لوگوں پر ظاہر نہ ہوا بلکہ اُس وقت اُس نے جسمانی بدن اختیار کیا۔

اگرچہ یہ جلالی بدن جسمانی بدن کی طرح محدود نہیں جیسا ہم جانتے ہیں۔

پولس کے زمانہ میں بدگمانوں نے ا۔کرنتھیوں ۱۵: ۳۵ میں پوچھا، ''وہ کیسے جسم کے ساتھ آتے ہیں؟'' اگرچہ ہم اِس کا جواب پورے طور نہیں جانتے، لیکن اِس کا سادہ سا جواب یہ ہے: ''وہ اُس جسم کے ساتھ آئیں گے جو یسوع مسیح اپنے جی اُٹھنے کے بعد رکھتا تھا۔'' جیسا حزقی ایل چوالیسویں باب میں بیان کیا گیا ہے، خُدا کے بیٹوں کے لیے اُس کا مطلب ملکِ صدق کی ترتیب کے بعد کاہن ہونا ہے۔

مصنف کے بارے میں



ڈاکٹر اسٹیفن جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا میں تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بہ طور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ کی ملاقات اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ہوئی۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔ بعد ازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں علمِ الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ آپ کی بیٹیاں شادی شدہ ہیں لیکن بیٹے ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پر پوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء تک بہ طور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر

خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلامِ خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔ اِس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۹۳ء تک آپ اِس مطالعہ میں محو رہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن اُن کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔ آپ نے ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔ اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین، اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلامِ مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔ آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی، ٹرینیڈیڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کی ترجمہ شُدہ کُتب

۱۔ عورت کوالزام مت دوں
۲۔ روح القدس میں دُعا
۳۔ پاک دامن عورت
۴۔ استحکام
۵۔ اکیسویں صدی میں بچوں کی خدمت کی دوبارہ سے وضاحت
۶۔ ہمارا حیرت انگیز خُدا
۷۔ قوت سے بھریں
۸۔ تفہیم ولادت المسیح
۹۔ آئیوی کی مہم جوئی اور خُدا
۱۰۔ پاور کلبز تربیتی کتابچہ
۱۱۔ بچوں کو دُعا کرنے دیں
۱۲۔ مخلصی اور نجات
۱۳۔ رُوحانی جنگ
۱۴۔ دُعا اور روزہ
۱۵۔ ارشاد اعظم
۱۶۔ مسیحی کردار
۱۷۔ عملی منادی
۱۹۔ تعارف مطالعہ بائبل
۲۰۔ ایک سے چالیس تک بائبلی اعداد کے معانی
۲۱۔ الٰہی محبت اور معافی
۲۲۔ خُدا کو جاننا
۲۳۔ سب چیزوں کی بحالی
۲۴۔ قیامت کا مقصد
۲۵۔ آمد ثانی کے قوانین
۲۶۔ ایمان کے سفر کی بیاض
۲۷۔ خُدا کی بادشاہی
۲۸۔ عالمگیر کفارہ کی مختصر تاریخ
۲۹۔ کلیسیاء کا اُٹھایا جانا
۳۰۔ خُدا کے فرزند

مترجم کے بارے میں



آپ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ ۲۰۲۲ء میں آپ نے یونی ورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم فل کی ڈگری مکمل کی۔

۲۰۰۶ء میں آپ نے اپنے مسیحی تعلیم کے سفر کا آغاز کیا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بچوں کی تربیت کا آن لائن کورس (SSCM) امریکہ سے مکمل کیا۔

مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔

آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ اور ونگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طلبا و طالبات خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) مکمل کیا۔ اِس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونی ورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔

۲۰۰۵ء میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت بہ طور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کر دیا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

۲۰۱۲ء میں آپ نے ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کے بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔

ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مریم صدیقہ ٹاؤن، چندا قلعہ، گوجرانوالہ 0300-7499529, 0346-2448983